محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز
731

دھوکے کا پہاڑ
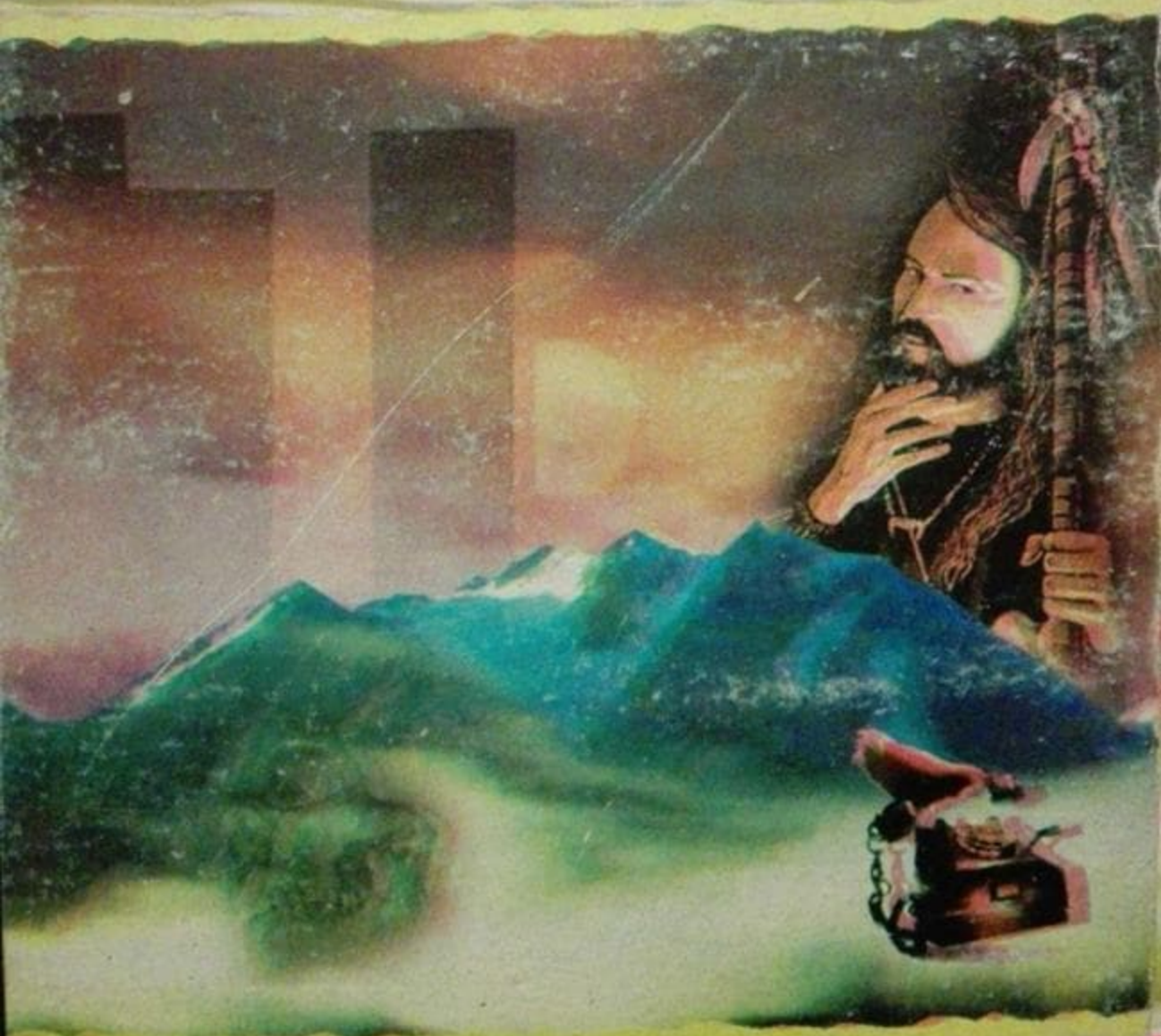
اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ اور
انسپکٹر جمشید کے کارنامے

دھوکے کا پہاڑ

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم! یہ دھوکے کے پہاڑ کی دو باتیں ہیں۔ امید ہے آپ اس کے دھوکے میں آجائیں گے اور خوب چکر پر چکر کھائیں گے اور آخر تک مجرم کا پتا نہیں لگا پائیں گے۔ اور یہی ایک جاسوسی ناول کی خوبی ہوتی ہے کہ پڑھنے والا مجرم کو نہ پہچان سکے... مجرم اکثر اس کی آنکھوں کے سامنے رہے، پھر بھی وہ اس کو مجرم نہ سمجھ سکے... اور دوسروں کو مجرم خیال کرتا رہے۔

دھوکے کا پہاڑ بھی ایک ایسی ہی کہانی ہے۔ یہ آپ کو اپنے ساتھ بہت تیزی سے بہا کے لے جائے گا، بلکہ آپ شاید اس کی تیزی کا ساتھ نہ دے سکیں اور اس سے بہت پیچھے رہ جائیں۔ اگر ایسا ہوگیا تو میں اس کو اپنی کامیابی اور آپ کی بھی کامیابی خیال کروں گا اور بغلیں بجاؤں گا۔ یوں تو بغلیں بجانا کچھ پرانا سا ہو چلا ہے اور کچھ لوگ تو بچ بچا کے بغلیں بجاتے ہیں کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے اور انہیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

دو باتیں کچھ دور نکل گئیں اس سے پہلے کہ یہ بہت دور نکل جائیں... آپ ناول کے قریب ہو جائیں اور درویش کی صدا کیا ہے۔

اشتیاق احمد

احادیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا، لا الہ الا اللہ کہہ لیجیے تا کہ قیامت کے دن میں اس کی گواہی دے سکوں اور آپ کی بخشش ہو سکے۔ انہوں نے کہا، مجھے قوم قریش کے لوگ طعنہ دیں گے کہ اس نے ڈر سے ایسا کیا۔ (یعنی اپنے آبائی اور اصلی پرانے، باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا) اگر یہ اس سے مجھے شرم نہ دلاتے تو میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ (یعنی مسلمان ہو جاتا۔)

(ترمذی جلد 2۔ صفحہ 224)

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلیکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	دھوکے کا پہاڑ
نمبر	731
پبلشر	فاروق احمد
قیمت	29 روپے

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
D-83 سائٹ۔ کراچی
فون: 2578273 - 2581720
e-mail: atlantis@cyber.net.pk

بھر کس نکال دو

ایک چمکتی دمکتی، بہت ہی قیمتی کار ہوٹل خاردار کے سامنے رکی۔
ہوٹل کی پیشانی پر بہت بڑے حروف میں لکھا تھا:

''ہوٹل خاردار۔''

کار پر بے شمار نظریں ٹک گئیں، بیرے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے... لیکن ان میں سے کوئی بھی کار کی طرف نہ لپکا:
''عجیب خشک لوگ ہیں۔'' کار میں بیٹھے ایک شخص نے برا سا منہ بنایا۔

''شاید ان کے پاس کوئی کمرہ خالی نہیں ہے، ورنہ یہ ضرور ہماری طرف آتے۔'' دوسرا شخص بولا۔

''ہوں خیر... آپ لوگ بیٹھے رہیں، میں دیکھتا ہوں۔'' تیسرے نے کہا اور اتر کر ہوٹل کی طرف بڑھا... لوگ اب بھی کار کو دیکھ رہے تھے۔ بہت سی نظریں اس کی طرف کی اٹھ گئیں... وہ باوقار انداز سے چلتا ہوٹل کے کاؤنٹر تک پہنچا۔ اب بھی اس کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ آخر اس نے کہا:

''کیا یہاں تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

یہ جملہ اس نے قدرے بلند اور تیز آواز میں کہا تھا۔ اب تو
کاؤنٹر کلرک، اس کا ساتھی اور پاس موجود تین بیرے چونک اٹھے:

''کیا کہا آپ نے؟'' کلرک نے کافی حد تک ناخوش گوار لہجے میں
کہا۔

''میں نے کہا ہے... کیا یہاں تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے، گاہکوں
کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔''

''ہمارے ہاں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔'' اس نے برا سا منہ بنا کر
کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے، آپ آنے والے سے سیدھے منہ بات
تو کریں۔''

''ہمارے ہاں گاہکوں کی کوئی کمی نہیں... گاہکوں کو ہماری ضرورت
ہے۔ اس لیے گاہک بے چارے ہماری منتیں کرتے ہیں... ہم کیوں ان کی منتیں
کریں۔'' اس نے جلدی جلدی کہا۔

''تو یہ بات ہے... یہاں واقعی تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے... یہ
ہوٹل بدتمیزوں کا ہے... اس ہوٹل کو اور ہوٹل والوں کو تمیز سکھانا ہوگی۔''

''آپ ہمیں تمیز سکھائیں گے۔'' کلرک کے لہجے میں حیرت تھی۔

اس وقت تک اس کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھ کر اس کے
ساتھی بھی کار سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہو چکے تھے... ان میں تین مردوں کے
علاوہ دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی تھے۔

''ہاں کیوں نہیں... آپ تمیز سیکھ جائیں گے، گاہکوں سے عزت
سے بات بھی کیا کریں گے... ورنہ ہم اس ہوٹل کو بند کروا دیں گے۔'' انہوں

نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپ شاید دن میں خواب دیکھنے کے عادی ہیں۔''

''نہیں... میں دوسروں کو دن میں تارے دکھانے کا عادی ہوں۔''

''واہ واہ... بہت اچھا جملہ ہے۔'' اس کے ساتھی نے پرجوش انداز
میں داد دی۔

''واقعی... مجھے بھی بہت پسند آیا... اس ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ
بجانا ہوگی... لیکن اس سے پہلے انہیں ایک موقع ضرور دینا چاہیے۔'' تیسرے
مرد نے کہا۔

''او کے... سنو بھی... ہم تمہیں ایک موقع دے رہے ہیں... ہم
ہوٹل سے باہر جا رہے ہیں، جونہی ہم ہوٹل کے دروازے کی طرف بڑھیں، ہمارا
قانون کے مطابق استقبال کیا جائے، کاؤنٹر کلرک ہماری طرف توجہ دے، بے
شک بعد میں وہ معذرت کے ساتھ یہ بتائے کہ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔''

''کوئی فائدہ نہیں۔'' کلرک نے اور زیادہ برا منہ بنایا۔

''کس بات کا کوئی فائدہ نہیں۔''

''یہ جو آپ کرنے جا رہے ہیں۔''

''ہم موقع دینا فرض جانتے ہیں... اس کے بعد ہماری اور آپ کی
باتیں اور انداز میں ہوں گی۔''

''اچھی بات ہے... اب آپ جو کچھ کریں گے، اس کے ذمے دار
آپ خود ہوں گے۔''

''بالکل! ہم خود ہی ذمے دار ہوں گے... ہمارے کسی فعل کے ذمے
دار بھلا آپ کیوں ہونے لگے۔''

یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑ گئے... اب ہال میں موجود تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ ہر کوئی دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ وہ واپس اپنی کار تک گئے اور پھر ہوٹل کی طرف مڑے... سیدھے دروازے پر پہنچے... کوئی بیرا اپنی جگہ سے نہ ہلا... یہاں تک کہ وہ کاؤنٹر پر پہنچ گئے۔ کلرک اور بیروں کے چہروں پر اب گہری طنزیہ مسکراہٹیں تھیں...

پھر اچانک یوں ہوا کہ کلرک ہوا میں اچھلا اور ہال کے درمیان میں آ کر گرا۔

سب لوگ دھک سے رہ گئے۔ کلرک کا رنگ یک لخت اڑ گیا... بیروں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

آخر کلرک فرش سے اٹھا... اس نے سرد آواز میں کہا:

''پکڑ لو انہیں اور ان کا مار مار کر بھرکس نکال دو۔''

بیرے چاروں طرف سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے تیور خطرناک تھے... ان پر ایک نظر ڈالتے ہی نوجوان نے حیران ہو کر کہا:

''اوہو! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔''

''کیا دیکھ رہے ہیں۔'' ایک لڑکا بولا۔

''یہ بیرے عام بیرے نہیں ہیں۔''

''عام بیرے نہیں ہیں تو پھر کیا ہوا، ہمیں کیا فرق پڑتا ہے... خاص ہوں گے۔''

''تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔'' نوجوان مسکرایا۔

''تو آپ مطلب سمجھا دیں نا... آپ کو منع کس نے کیا ہے۔'' دوسرا لڑکا منہ بنا کر بولا۔

باقی لوگ مسکرا دیے... پھر نوجوان نے کہا:

''یہ بیرے دراصل لڑنے بھڑنے کے ماہر ہیں۔''

''اوہ! تو یہ بات ہے... اس صورت میں ہم سب کو حرکت میں آنا پڑے گا۔''

''لیکن اس کی کیا ضرورت ہے... ہم کیوں اپنے ہاتھوں بیروں کو تکلیف دیں۔'' تیسرے مرد نے کہا... جو عمر میں ان سے زیادہ تھا۔

''ٹھیک ہے... یونہی سہی۔''

''بس تو پھر تم سب ایک طرف یعنی میرے پیچھے آ جاؤ... میں تنہا ان سے نبٹ لیتا ہوں۔''

یہ کہہ کر اس نے جیب سے چند گولیاں نکالیں اور نزدیک آنے والے بیروں کی طرف اچھال دی۔

وہ ان کے بیروں کے پاس ہلکے سے دھماکوں سے پھٹیں اور بیرے تڑاتڑ گرتے چلے گئے... ساتھ ہی نوجوان نے کہا۔

''آئیے! اب چلیں... یہاں رک کر کیا کریں گے۔''

''ہاں! ٹھیک ہے۔''

وہ فوراً ہی ہوٹل سے باہر نکل آئے... لیکن دوسرا لمحہ حیران کن تھا... ان کی کار غائب تھی۔

''ارے ہپ... باپ رے... گک... کار... میری کار کہاں گئی۔'' دوسرے مرد نے بوکھلا کر کہا۔

''کار کی بعد میں دیکھ لیں گے... فی الحال یہاں سے نکل چلتے ہیں.. کیونکہ اب یہ لوگ پولیس کو بلائیں گے...''

انہوں نے سر ہلا دیے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل سے دور ہوتے چلے گئے ... جلد ہی انہیں ایک بڑی ٹیکسی مل گئی ... انہوں نے اس میں سوار ہونے کی کی ...

"میں بتا سکتا ہوں.. کار کس طرف سے لے جائی گئی ہے۔" ادھیڑ عمر والے مرد نے کہا۔

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔" دوسرا مرد بولا۔

"ٹھیک ہے... میں ٹیکسی ڈرائیور کو راستہ بتاتا ہوں۔"

پھر وہ راستہ بتاتا چلا گیا... آدھ گھنٹے بعد اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لیے کہا... وہ سب ایک محل نما عمارت کے سامنے رکے تھے... ادھیڑ عمر مرد نے کہا:

"ہماری کار اس عمارت میں ہے..."

"کیا آپ کو پوری طرح یقین ہے۔" دوسرا مرد بولا۔

"ہاں! بالکل۔" اس نے کہا۔

اب وہ ٹیکسی سے اتر کر اس محل کے دروازے پر پہنچے، وہاں دو مسلح پہرے دار موجود تھے... انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر انہوں نے اپنی انگلیاں رائفلوں کے ٹریگروں پر رکھ لیں۔

"خبردار! آپ لوگ کون ہیں۔"

"ہم اس شہر میں مسافر ہیں... یہ کس کا محل ہے۔"

"رانا خاور کا۔"

"ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"مشکل ہے جناب... وہ اجنبیوں سے ملنا پسند نہیں کرتے...

صرف اپنے واقف لوگوں سے ملتے ہیں۔"

"ہم بھی ان کے واقف ہیں..." نوجوان مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" دونوں پہرے دار زور سے چونکے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

-----☆☆☆-----

کار

"آپ نے کیا کہا... آپ ان کے واقف ہیں۔"

"ہاں بالکل... یہ ہمارے کارڈز لے جائیں... اگر وہ ان پر نظر پڑتے ہی ہمیں نہ بلائیں تو آپ ہمیں پکڑ لیجیے گا۔"

"اچھی بات ہے..." ایک نے کہا اور کارڈز لے کر اندر چلا گیا۔

جلد ہی اس کی واپسی ہوئی...

"آئیے جناب! رانا خاور آپ سے ملاقات کرنے کے لیے بے چین ہیں۔"

"دیکھا... میں نے کیا کہا تھا۔"

"آپ نے بالکل درست کہا تھا۔" وہ بولا۔

اور پھر وہ اس کے پیچھے چلتے محل میں داخل ہوئے۔ محل اندر سے بھی بہت شاندار تھا... انہیں ایک پختہ سڑک پر کافی دیر چلنا پڑا، تب کہیں جا کر ایک کمرے کے دروازے پر وہ رکا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کہا گیا:

"ٹھیک ہے... یہ اندر آجائیں... تم دروازے پر جاؤ۔"

''او کے سر۔''

وہ انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے مڑ گیا اور یہ لوگ دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا... شاہی تخت پر ایک بھاری بھر کم شخص گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں۔ اس سے اس کا چہرہ بہت خوفناک ہو گیا تھا۔

''تو آپ میرے واقف ہیں اور میں آپ کا واقف ہوں۔''

''اس میں شک نہیں۔'' نوجوان مسکرایا۔

''اگر آپ یہ بات ثابت نہ کر سکے تو میں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دوں گا... پولیس کو فون کر کے آپ لوگوں کو ان کے حوالے کر دوں گا۔''

''اور وہ ہمیں کس جرم کے تحت گرفتار کریں گے۔'' نوجوان نے حیران ہو کر پوچھا۔

''دھوکا دہی کے جرم میں۔''

''اوہ اچھا خیر... یہ بات ہم بعد میں بتائیں گے کہ ہم ایک دوسرے واقف کس طرح ہیں... پہلے آپ ہمیں یہ بتائیں... ہماری کار کہاں ہے۔؟''

''کیا مطلب... کون سی کار... کیسی کار۔''

''بتاؤ بھئی... کون سی کار... کیسی کار۔''

''بہت زبردست کار... سنہری رنگ کی کار۔'' دوسرا مرد ہنس کر بولا۔

''یہ کیا مذاق ہے...'' رانا خاور دھاڑا۔

''ہم کار کی بات کر رہے ہیں، مذاق کی نہیں۔'' ایک لڑکا بول اٹھا۔

''اور بالکل فضول باتیں کر رہے ہیں... پہلے اپنی بات کی وضاحت

کریں۔''

''جی اچھا! میں کیے دیتا ہوں وضاحت، یہ کون سا مشکل کام ہے۔''

''کیوں بھئی... کیا یہ مشکل کام ہے۔''

''جی نہیں... بالکل نہیں۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''یہ کیا مذاق ہے۔'' وہ پھر دھاڑا۔

''معاف کیجیے گا جناب! یہ مذاق نہیں ہے... ہاں تو سنیے کار کی کہانی، ہماری زبانی... ہم اس قصبے میں... یعنی قصبہ نوروز میں کچھ ہی دیر پہلے اپنی کار میں داخل ہوئے تھے... ہم ہوٹل خاردار کے سامنے پہنچ کر اپنی اس قیمتی کار سے اترے... ہوٹل میں داخل ہوئے... کچھ دیر بعد باہر نکلے تو کار غائب تھی۔''

''اوہو... اچھا... لیکن اس کا یہ مطلب کیسے ہو گیا کہ وہ کار اب میرے محل میں ہے... کہیں آپ لوگ جاگتے میں خواب تو دیکھنے کے عادی نہیں ہیں۔''

''جی نہیں... ہم دراصل دوسروں کو جاگتے میں خواب بلکہ تارے دکھانے کے عادی ہیں۔'' ایک لڑکا شوخ انداز میں بولا۔

''حد ہو گئی... حد ہو گئی۔''

''صرف دو بار کہا... ابھی تو نہ جانے کتنی بار حد ہو گی۔'' لڑکی بول اٹھی۔

''آپ لوگ پاگل تو نہیں ہیں۔'' وہ چلایا۔

''کچھ پاگلوں کا ہمارے بارے میں یہ خیال بھی ہے۔'' ایک لڑکا بول اٹھا۔

''کیا... تم نے مجھے پاگل کہا۔'' رانا چیخ اٹھا۔

''آپ خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے...'' دوسرا لڑکا بولا۔

''اب میں پولیس کو فون کروں گا۔''

''یہ اور اچھا ہے... ہمیں آپ کو گرفتار کرانے میں آسانی ہو گی۔''

''حت... تم... تم اور مجھے گرفتار کراؤ گے۔''

''ہاں! کار چوری کے جرم میں۔''

''ایک منٹ... معاملہ اب برداشت سے باہر ہے۔''

ارے غصے کے اس کے ہاتھ کانپ اٹھے۔ اس نے جلدی جلدی نمبر ڈائل کیے پھر بولا۔

''ہیلو انسپکٹر سادل... جلدی آ جائیں... فوراً سے پہلے...'' ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

''کچھ نہیں ہو گا جناب! آپ یہ بتائیں... کار کہاں ہے۔''

''پولیس انسپکٹر کے آنے تک خاموش رہیں۔'' اس نے سرد آواز میں کہا۔

''ہم آپس میں تو باتیں کریں گے... اگر آپ برداشت نہیں کر سکتے تو... اتنی دیر کے لیے ہمیں دوسرے کمرے میں بٹھا دیں۔''

''ہاں! یہ ٹھیک رہے گا... ساتھ والے کمرے میں چلے جائیں۔'' وہ جلدی سے بولا۔

وہ اٹھے... کمرے سے باہر نکلے اور ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ دروازہ خود بخود بند ہو گیا... ساتھ ہی رانا خاور کی شوخ آواز ابھری۔

''آ گئے خود ہی جال میں۔''

''نہیں تو... ہم تو نہیں آئے جال میں...'' نوجوان کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم اس کمرے میں بند ہو چکے ہو بے وقوفو۔''

''چلیے! اس طرح آپ پر حبسِ بے جا کا کیس بھی ہو گا۔'' نوجوان نے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر کیس بنتا ہے...'' رانا خاور بولا۔

''آپ کا پروگرام کیا ہے۔'' نوجوان نے پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں، تم لوگوں کو پولیس کے حوالے کر دوں۔''

''یعنی آپ نے ہماری کار چرائی اور پولیس کے حوالے بھی ہمیں کیا جائے گا...'' ایک لڑکا بولا۔

''ہاں! بالکل... ابھی تم لوگ دیکھ ہی لو گے۔''

''اچھی بات ہے۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

اور پھر آدھ گھنٹے بعد انہوں نے رانا خاور کی آواز سنی:

''آئیے انسپکٹر سادل! میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا... آپ نے آنے میں کافی دیر لگا دی۔'' رانا کی آواز میں شکایت تھی۔

''مجھے دیر اس لیے ہوئی کہ ایک ضروری سلسلے میں ہوٹل خاردار جانا پڑ گیا تھا۔ وہاں کچھ غنڈوں نے گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تھی... افسوس وہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے نکل گئے اور میں انہیں گرفتار نہ کر سکا۔''

''خیر کوئی بات نہیں... میں بھی کچھ غنڈوں کو آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔''

''واہ! بہت خوب! مزہ آ گیا۔''

''میں نے ان لوگوں کو ساتھ والے کمرے میں بند کر دیا تھا... ورنہ وہ فرار ہو جاتے... کیا میں نے اچھا کیا۔''

''بہت زیادہ اچھا کیا آپ نے۔''

''تب پھر میں کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں... آپ اپنے ماتحتوں کو چوکس کر دیجیے۔''

''یہ پہلے ہی چوکس ہیں، آپ فکر نہ کریں، اگر ان میں سے کسی نے فرار ہونے کی کوشش کی تو یہ اسے گولی مار دیں گے۔''

''بہت خوب... لیجیے پھر، کھل گیا دروازہ۔''

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے کمرے کا دروازہ کھل گیا... ساتھ ہی انسپکٹر ساول چلا اٹھا:

''خبردار! اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ذمے دار تم خود ہو گے۔''

''اور اگر نہ کی تو کیا ذمے دار آپ ہوں گے۔'' ایک لڑکا بولا۔

''کیا مطلب؟'' انسپکٹر ساول نے حیران ہو کر کہا۔

''مطلب کی بات جانے دیں... بلاوجہ پریشان ہوں گے۔'' دوسرا لڑکا بولا۔

''تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو۔''

''ہمارا جرم؟'' نوجوان مسکرایا۔

''اوہ ہاں! رانا صاحب... ان لوگوں کا جرم کیا ہے، یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں۔''

''یہ لوگ دھوکا دے کر اندر داخل ہوئے ہیں اور مجھ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں...''

''کیا کہا آپ نے... یہ آپ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔''

''ہاں جناب! ہے نا عجیب بات۔'' رانا خاور مسکرایا۔

''عجیب ترین کہیے۔''

''لیکن ہم نے انہیں کوئی دھوکا نہیں دیا... ہاں ان پر چوری کا الزام ضرور لگایا ہے... اور اس الزام کو ہم ثابت کر سکتے ہیں... کیوں پروفیسر صاحب۔'' نوجوان ادھیڑ عمر آدمی کی طرف مڑا۔

''بالکل... بالکل.. ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔'' وہ فوراً بولے۔

''دھوکا نہیں دیا... جھوٹ... بالکل جھوٹ... انسپکٹر صاحب آپ اچھی طرح جانتے ہیں.. میں ملاقات صرف اپنے واقف لوگوں سے کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے پیغام بھیجا کہ یہ میرے واقف ہیں... لیکن جب یہ سامنے آئے تو میرے لیے بالکل اجنبی تھے۔''

''جی نہیں... ہم آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں... اور جب ہم اپنا تعارف کروائیں گے تو آپ فوراً پکار اٹھیں گے... اوہ ہاں واقعی... یہ میرے واقف ہیں۔'' نوجوان نے پرسکون آواز میں کہا۔

''ہرگز نہیں... ایسا نہیں ہو سکتا... میں آپ لوگوں کو بالکل نہیں جانتا۔''

''انسپکٹر صاحب! اب آپ گواہ رہیے گا... میں اپنا تعارف کرانے لگا ہوں... انہیں یاد کرانے لگا ہوں۔''

''اچھی بات ہے۔'' انسپکٹر نے حیران ہو کر کہا۔

''رانا خاور صاحب... آج سے پندرہ سال پہلے آپ دارالحکومت میں بلاسی روڈ پر نہیں رہتے تھے۔''

رانا خاور بہت زور سے اچھلا... اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ خوف بھی دوڑ گیا، پھر اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

''آپ... آپ کا نام کیا ہے۔''

''پہلے آپ میرے سوال کا جواب دیں... آپ پندرہ سال پہلے دارالحکومت میں پلاسی روڈ پر رہتے تھے یا نہیں۔''

''ہاں! رہتا تھا۔'' اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''بہت خوب! اب ذرا یہ بتا دیں کہ ہماری کار کہاں ہے۔''

''یہاں کوئی کار نہیں ہے۔''

''تب پھر مجھے پندرہ سال پہلے کی پوری کہانی انسپکٹر ساول کو سنانا ہوگی۔''

''کک... کیا مطلب؟''

انسپکٹر ساول مارے حیرت کے پکار اٹھا۔

-----☆☆☆-----

بریف کیس غائب تھا

''کیا کہا آپ نے... آپ کو پندرہ سال پہلے کی کہانی سنانا ہوگی۔''
انسپکٹر ساول نے کہا۔

''ہاں! بالکل! مجبوری ہے، اگر یہ ہماری کار کے بارے میں نہیں بتائیں گے تو ہم اور بہت سی کاروں کے بارے میں بتائیں گے... وہ اس زمانے میں غائب ہوئیں، جب یہ صاحب پلاسی روڈ پر رہا کرتے تھے۔''

''تت... تم... کون ہو۔'' رانا خاور کے لہجے میں خوف ابھر آیا...
اس بات کو انسپکٹر ساول نے صاف محسوس کرلیا... یک دم اس کا رویہ تبدیل ہوگیا۔ اس نے نوجوان سے کہا:

''اگر یہ شخص کوئی سابقہ جرائم پیشہ ہے تو میں اس کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا... یہ لحاظ تو اس وقت تک تھا جب تک کہ میں یہ خیال کرتا رہا، رانا خاور قصبہ نوروز کا ایک معزز شخص ہے اور بس... اگر یہ صاحب واقعی جرائم پیشہ ہیں تو انسپکٹر ساول جرائم پیشہ لوگوں کا بدترین دشمن ہے۔''

''تب پھر آپ اس شخص کو گرفتار کرلیں... اسے مجرم ثابت کرنا ہماری ذمے داری ہے، ہم اپنی کار بھی اس کی اس محل نما عمارت سے برآمد کریں

گے... پندرہ سال پہلے بھی یہ شخص یہی کام کرتا رہا ہے۔''

''لیکن آپ کو اتنی معلومات کیسے ہیں۔''

''یہ ایک راز ہے... ہم اس راز سے پھر کسی وقت پردہ اٹھائیں گے۔''

''کار برآمد ہونے سے پہلے میں انہیں گرفتار کرنا مناسب نہیں سمجھتا، اس صورت میں یہ صاحب الٹا مجھ پر کیس کردیں گے، اگر کار برآمد نہ ہوئی۔''

''کار یہیں ہے، آپ فکر نہ کریں... اچھا یوں کریں، آپ اسے پستول کی زد پر لے لیں... پھر ہم آپ کو وہیں لے چلتے ہیں، جہاں کار موجود ہے۔''

''ٹھیک ہے۔''

اور پھر وہ آلے کی مدد سے ایک زمین دوز تہ خانے میں پہنچ گئے، وہاں، نہ صرف ان کی کار موجود تھی... بلکہ کئی اور قیمتی کاریں بھی تھیں... ان میں سے ایک کار کو دوسرا رنگ کیا جا رہا تھا اور نمبر پلیٹ وغیرہ تبدیل کی جا رہی تھی۔

''اب تو آپ نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

''ہاں! بہت افسوس ہوا... رانا خاور... آپ زیر حراست ہیں۔''
یہ کہہ کر اس نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگادی...

''ہم تو اپنی کار لے کر جا رہے ہیں... ہمارے موبائل نمبر وغیرہ آپ نوٹ کرلیں... ہماری ضرورت پڑے تو فون کردیجیے گا، حاضر ہوجائیں گے... ابھی ہمیں یہاں رہائش کی جگہ نہیں مل سکی...''

''اچھی بات ہے... آپ جاسکتے ہیں۔''

وہ اپنی کار لے کر باہر نکل آئے...

''اب کیا کریں۔''

''کرنا کیا ہے... کوئی جگہ تلاش کرتے ہیں... وہ سامنے ایک شخص کھڑا ہے... کیوں نہ ہم اس سے معلومات حاصل کریں... یہاں رہنے کے لیے کوئی جگہ مل سکتی ہے یا نہیں۔''

وہ اس کے نزدیک پہنچ کر رک گئے۔

''کیوں بھائی صاحب... اس قصبے میں کسی ہوٹل میں خالی کمرے مل سکتے ہیں یا پھر کوئی کوٹھی وغیرہ کرائے پر مل سکتی ہے۔''

''ہوٹلوں میں تو اس موسم میں جگہ نہیں ملے گی... البتہ کچھ لوگوں نے یہاں کوٹھیاں بنوائی ہوئی ہیں، وہ کرائے پر دیتے ہیں... لیکن ان کے کرائے ادا کرنا خالہ جی کا گھر نہیں... بس یوں سمجھ لیں، آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔''

''خیر... وہ ہم دیکھ لیں گے... کیا آپ ہمیں ایسی کسی کوٹھی تک لے جا سکتے ہیں۔''

''ہاں! کیوں نہیں، دوسروں کی خدمت کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔

''آپ نیک آدمی ہیں... نیک لوگوں سے مل کر ہم ہمیشہ خوشی محسوس کرتے ہیں... آپ کا نام۔''

''مجھے باہر شاہ کہتے ہیں۔''

''شکریہ! آئیے...''

انہوں نے اسے گاڑی میں بٹھا لیا۔ جلد ہی وہ ایک کوٹھی کے سامنے رکے... اس کے آس پاس اور بہت سی کوٹھیاں تھیں۔

''کیا یہ سب کوٹھیاں کرائے پر دینے کے لیے بنائی گئی ہیں۔''

''جی ہاں! لیکن یہ ایک شخص کی نہیں ہیں... مختلف لوگوں کی ہیں۔''

''خوب خوب! لیکن ہم دیکھ رہے ہیں، اس کوٹھی کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔''

''بورڈ پر فون نمبر وغیرہ لکھا ہوگا... آپ فون کر دیں... وہ ابھی یہاں آ جائیں گے... پھر بات کر لیجیے گا... کیا اب مجھے اجازت ہے۔'' اس نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' نوجوان بولا۔

''جی... کیا مطلب...'' اس نے چونک کر کہا۔

''میرا مطلب ہے... باہر صاحب... ہم آپ کو جس جگہ سے گاڑی پر لے کر آئے ہیں... وہیں پہنچا دیتے ہیں۔''

''شکریہ! اس کی ضرورت نہیں... اس لیے کہ مجھے اس طرف آنا تھا... بلکہ یہاں سے بھی کچھ آگے ایک دوست کے ہاں جانا ہے...''

''لیکن آپ تو وہاں کھڑے ہوئے تھے۔''

''کسی ٹیکسی کے انتظار میں تھا۔'' اس نے فوراً کہا۔

''اوہ اچھا... تو ہم آپ کو وہاں چھوڑ آتے ہیں... جہاں آپ کو جانا ہے... چلو خان صاحب۔'' نوجوان نے اپنے ساتھی سے کہا جو اب تک کار چلاتا رہا تھا۔

''اس کی ضرورت نہیں...''

''نہیں! اس کی ضرورت ہے۔'' نوجوان بولا اور کار چل پڑی...

اسے اتار کر وہ واپس اس کوٹھی تک آئے... کوٹھی کے مالک کو فون وہ پہلے ہی کر

چکے تھے... جلد ہی انھیں ایک شخص نظر آیا۔ نزدیک آ کر وہ بولا۔

''فون آپ نے کیا تھا۔''

''جی ہاں!''

''فرمایئے پھر۔''

''ہم یہ کوٹھی کرائے پر لینا چاہتے ہیں۔''

''شوق سے لیں، پانچ ہزار روپے روزانہ کرایہ ادا کرنا ہوگا۔''

''ایک دن کا پانچ ہزار۔'' ادھیڑ عمر آدمی کے منہ سے نکلا۔

''ہاں جناب! اگر آپ کو یہ کرایہ زیادہ محسوس ہو رہا ہے تو پھر آپ نے مجھے بلاوجہ تکلیف دی۔'' اس نے برا سا منہ بنایا۔

''اچھا خیر... ہمیں منظور ہے۔''

''آپ کتنے دن کے لیے لینا چاہتے ہیں۔''

''دس دن کے لیے لے لیں گے۔''

''تب پھر پچاس ہزار روپے نکالیں... ٹھیک دس دن بعد آپ کو کوٹھی خالی کرنا ہوگی... اگر آپ مزید رہنا چاہیں تو یہ اس روز بات کریں گے، کیونکہ اس دوران کسی نے آئندہ دنوں کے لیے بک کروالی تو پھر میں یہ آپ کو نہیں دے سکوں گا۔''

''اچھی بات ہے... آپ فکر نہ کریں... ہم دس دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے۔''

یہ کہہ کر درمیانی عمر والے مرد نے پچاس ہزار روپے اسے گن دیے۔ اب اس نے انہیں چابی دی اور بولا:

''کھول کر پوری کوٹھی کا جائزہ لے لیں... میں اسی حالت میں کوٹھی

واپس لوں گا... ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ کے ذمے دار آپ ہوں گے...''

''اچھی بات ہے۔''

تالا کھول کر وہ اندر داخل ہوئے... وہ ہر طرح ٹھیک تھی... ایسے میں نوجوان کوٹھی کے مالک سے بولا:

''معاف کیجیے گا... ہم نے اب تک آپ کا نام نہیں پوچھا۔''

''میرا نام جاوید بھوتانی ہے۔'' اس نے کہا اور چلا گیا۔

انہوں نے سامان کوٹھی میں ترتیب سے رکھ دیا۔ کھانے پینے کا کافی سامان وہ ساتھ لائے تھے۔ لہٰذا اس بارے میں انہیں کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ رات کا کھانا کھانے اور نماز ادا کرنے کے بعد وہ سونے کے لیے لیٹ گے... جلد ہی وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔

پھر کوٹھی میں ایک باریک سی آواز گونجی۔ لڑکی کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے اپنے ساتھی لڑکے کو ہلایا اور دبی آواز میں بولی:

''ششش...''

''میری طرف سے بھی ششش۔'' اس نے کہا اور کروٹ بدل لی۔

''اوہو! میں نے پراسرار آواز سنی ہے۔''

''ضرور سنتی رہو، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' لڑکا بولا۔

''حد ہوگئی... ہے کوئی تک۔'' لڑکی نے بھنا کر کہا... پھر دوسرے لڑکے کو بلایا۔ اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں، ساتھ ہی لڑکی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ کمرے میں زیرو کا بلب جل رہا تھا۔

''میں نے ایک باریک سی پراسرار آواز سنی ہے۔''

''اچھا تو پھر۔'' اس کے منہ سے دبی آواز میں نکلا۔

''پھر کیا... مجھے کوٹھی میں گڑ بڑ لگتی ہے... کہیں کچھ لوگ اندر داخل نہ ہو گئے ہو۔''

''اچھی بات ہے... میں دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ کھول کر بڑوں کے کمرے میں جاتا ہوں...''

یہ کہہ کر وہ آواز پیدا کیے بغیر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... اور وہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

''کیا ہوا۔'' لڑکی بولی۔

''بڑوں نے کہا ہے... کسی آواز پر کان نہ دھرو اور مزے سے سو جاؤ۔''

''اللہ کا شکر ہے۔'' دوسرا لڑکا خوش ہو کر بولا۔

''تو تم بھی جاگ رہے ہو۔'' لڑکی نے بھنا کر کہا۔

''کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔'' وہ مسکرایا۔

پھر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں... لیکن نیند نہ آئی۔ اس لیے کہ گھر میں باریک آوازوں کے ساتھ کھسر پھسر بھی شروع ہو چکی تھی، اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ کچھ لوگ اندر داخل ہو چکے ہیں اور اپنی کارروائی میں مصروف ہیں... اب مشکل یہ تھی کہ وہ باہر نکل کر یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں... اس لیے کہ بڑوں کا حکم تھا، آرام سے سو جاؤ۔

آخر دو گھنٹے بعد کوٹھی میں سکون ہو گیا... اس کا مطلب تھا، جو لوگ آئے تھے، وہ اپنا کام کر کے جا چکے تھے... اس کے بعد نہ جانے کب ان کی آنکھ لگ گئی۔

صبح ہوئی... انہوں نے نماز ادا کی... اب جو کوٹھی کا جائزہ لیا

گیا تو وہ دھک سے رہ گئے... اس لیے کہ ان کے سامان کی بری طرح تلاشی لی گئی تھی... ایک بریف کیس میں انہوں نے کرنسی نوٹ بھر رکھے تھے... وہ بریف کیس بھی غائب تھا۔

-----☆☆☆-----

سنہری بالوں والا

''بھئی واہ! خوب صفائی کر گئے یہ لوگ تو۔'' درمیانی عمر کے مرد نے خوش ہو کر کہا۔

''کر کے کیوں نہ جاتے، ہم نے بھی تو انہیں کھلی چھٹی دے دی تھی...'' لڑکی نے منہ بنایا۔

''بس! ہم نے سوچا، یہ بھی کیا یاد کریں گے۔'' نوجوان مسکرایا۔

''چلیے خیر... اب تو انہوں نے یاد کر لیا ہو گا... اب پروگرام کیا ہے۔''

''میرا خیال ہے، ہم اس چوری کی رپورٹ درج کرا دیں۔''

''نیکی اور پوچھ پوچھ۔'' ایک لڑکا شوخ انداز میں مسکرایا۔

''اس میں نیکی کہاں سے آ ٹپکی۔''

''بھئی نیکی کا کیا ہے... وہ تو کہیں سے بھی آ ٹپک سکتی ہے۔'' دوسرا بولا۔

''حد ہو گئی۔''

''ایک منٹ، پہلے میں انسپکٹر ساول کو فون کر دوں۔'' نوجوان

مسکرایا۔

پھر اس نے موبائل پر پولیس اسٹیشن کے نمبر ملائے۔ جلد ہی انسپکٹر ساول کی آواز سنائی دی۔

''انسپکٹر ساول بات کر رہا ہوں... فرمایئے! کیا خدمت کر سکتا ہوں۔''

''اور میں بھی وہی بات کر رہا ہوں... جن کی کار رانا خاور کی کوٹھی سے برآمد ہوئی تھی۔''

''اوہ! یہ آپ ہیں... فرمایئے... اب کیا ہوا ہے۔''

''ہونا کیا تھا، یار لوگوں نے شاید تہیہ کر رکھا ہے کہ ہمیں سکون کا سانس نہیں لینے دیں گے۔''

''اب کیا ہوا ہے؟''

''چوری... رات چند چور ہمارے سامان پر ہاتھ صاف کر گئے... اس میں ایک بریف کیس کرنسی نوٹوں کا بھی تھا۔''

ارے باپ رے...'' انسپکٹر ساول نے بوکھلا کر کہا۔

''بس! آپ مہربانی فرما کر تشریف لے آئیں۔''

''آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔''

انہوں نے اپنی کوٹھی کا نمبر اور پتا بتا دیا۔ جلد ہی انسپکٹر ساول پہنچ گیا... اس نے سارے حالات سنے... ان کے بچے کچے سامان کا جائزہ لیا، پھر اپنے عملے کو ہدایات دینے لگا۔ آخر میں ان سے بولا:

''آپ اپنے چوری شدہ سامان کی ایک فہرست بنا دیں۔''

''اچھی بات ہے۔'' نوجوان نے کہا اور فہرست تیار کر دی۔

''ہم چوروں تک پہنچنے کی پوری کوشش کریں گے، لیکن اس قصبے کے چور ہیں بہت چالاک... وہ اس صفائی سے واردات کرتے ہیں کہ اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑتے... لہٰذا آج تک وہ پکڑے نہیں گے۔''

''یہ بات تو خیر آپ نے درست نہیں کہی۔'' نوجوان نے انکار میں سر ہلایا۔

''کیا مطلب... کون سی بات میں نے درست نہیں کہی۔'' انسپکٹر ساول کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ کہ چور بہت چالاک ہیں، آج تک انہوں نے اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑا۔''

''اس میں غلط بات کیا ہے۔''

''کم از کم یہاں چوری کرتے ہوئے، وہ ایک عدد سراغ چھوڑ گئے ہیں اور آپ چاہیں تو انہیں اس کے ذریعے گرفتار کر سکتے ہیں۔''

''اوہو اچھا... کمال ہے... مجھے تو کوئی چیز نظر نہیں آئی... کیا چیز ہے بھلا وہ۔''

''آیئے... میں دکھاتا ہوں۔''

وہ اسے اس کمرے میں لائے جس کمرے سے نوٹوں والا بریف کیس اڑایا گیا تھا... یہاں ایک سیف پہلے سے موجود تھی، کوٹھی کے مالک نے اس سیف کی چابیاں انہیں دی تھیں، لہٰذا انہوں نے وہ بریف کیس اس سیف میں رکھ دیا تھا۔ وہ انسپکٹر ساول کو سیف کے پاس لائے۔

''آپ اس سیف کو دیکھ رہے ہیں۔''

''ہاں! بالکل دیکھ رہا ہوں۔'' اس نے سر ہلا دیا۔

''اس کے ہینڈل کو غور سے دیکھیے ... اس پر آپ کو چند بال نظر آئیں گے ... یہ بال نہ تو سیاہ ہیں، نہ سرخ ... بلکہ سنہری رنگ کے ہیں ... کیا آپ کے لیے اس قصبے میں سنہری بالوں والے شخص کو تلاش کرنا مشکل کام ہے۔''

''سنہری بالوں والے تو یہاں نہ جانے کتنے نکل آئیں گے۔'' اس نے منہ بنایا۔

''لیکن ایسا سنہری بالوں والا اور نہیں ملے گا، جو لنگڑا بھی ہو۔'' نوجوان نے فوراً کہا۔

''کک ... کیا مطلب؟'' انسپکٹر ساول زور سے چونکا۔ اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

''میں نے کہا ہے، آپ کو ایسا سنہری بالوں والا اور نہیں ملے گا جو لنگڑا بھی ہو ... کہنے کا مطلب یہ کہ اس سیف سے جس نے بریف کیس اڑایا ہے، اس کے بال سنہری ہیں اور وہ لنگڑا بھی ہے۔''

''ول ... لیکن آپ یہ بات کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔''

''بس میں کہہ سکتا ہوں۔'' نوجوان نے پرسکون آواز میں کہا۔

''آخر کیسے ... کچھ مجھے بھی تو بتائیں ... کیا آپ جادوگر ہیں۔''

''جادو حرام ہے۔'' اس نے منہ بنایا۔

''تب پھر ... آخر آپ نے کیسے یہ بات جان لی۔''

''اپنی عقل سے ... فرش پر قدموں کے نشان دیکھ کر ... یہ دیکھیے ... اس کے دونوں جوتوں کے نشان ... ایک نشان پورا ہے ... لیکن دوسرا نشان جوتے کے صرف اگلے حصے کا ہے ... گویا وہ بایاں پیر پورا نہیں ٹکا سکتا ... اس کا مطلب ہے ... وہ بائیں پیر سے لنگڑا ہے۔''

''حیرت ہے ... کمال ہے کیا آپ کوئی پرائیویٹ سراغرساں قسم کی چیز ہیں۔'' انسپکٹر ساول نے حیران ہو کر کہا۔

''آپ میرے بارے میں کچھ بھی خیال فرما لیں ... میرا خیال ہے، اب تو آپ کے لیے کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا مشکل کام نہیں ہوگا جو سنہری بالوں والا ہے اور بائیں ٹانگ سے لنگڑا ہے۔''

''ہاں بالکل ... میرے لیے اب یہ کام مشکل نہیں رہا۔'' اس نے فوراً کہا۔

''کیا آپ ایسے کسی شخص کو پہلے سے جانتے ہیں۔'' ایک لڑکا بولا۔

''نہیں خیر! میں جانتا تو نہیں۔''

''اچھی بات ہے، آپ اپنی کوشش شروع کریں۔''

انسپکٹر ساول چلا گیا۔ وہ قصبے میں گھومنے کے لیے نکل گئے۔ رات کے وقت ان کی واپسی ہوئی ... پہلے انہوں نے نماز ادا کی۔ پھر سونے کی تیاری کرنے لگے، جلد ہی وہ نیند کے مزے لے رہے تھے۔ ایسے میں کوٹھی دھم دھم کی خوفناک آوازوں سے گونج اٹھی ... وہ ہڑبڑا کر اُٹھے ... پھر صحن میں نکل آئے ... ایک خوفناک آواز نے ان کا استقبال کیا۔

''ہاتھ اوپر اٹھا دو ...''

انہوں نے دیکھا، صحن میں چھ نقاب پوش موجود تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں خوفناک قسم کے پستول تھے۔ ان کے ہاتھ اٹھتے چلے گئے۔

''ہم وہی ہیں۔'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''اچھا!'' ایک لڑکا بولا۔

''کیا اچھا۔'' نقاب پوش پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

''آپ نے کہا ہے نا... ہم وہی ہیں، میں نے جواب میں کہ دیا، اچھا... اور میں کیا کہتا۔''

''یہ کیوں نہیں پوچھا، کون وہی۔''

''اب پوچھ لیتا ہوں... میرا کیا جاتا ہے... ہاں تو بتائیں، کون وہی۔''

''جنھوں نے رات یہاں چوری کی واردات کی تھی۔''

''ارے باپ رے۔'' تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا... بڑے البتہ خاموش رہے۔

''اب آپ یہاں کیا لینے آگئے... کیا کل کوئی کسر رہ گئی تھی۔'' لڑکی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہم نوٹوں سے بھرا بریف کیس واپس لائے ہیں۔'' ایک نے کہا اور فرش کی طرف اشارہ کیا۔

اب انہوں فرش کی طرف دیکھا... اس سے پہلے تو ان کی نظریں ان کے چہروں پر ہی جمی رہی تھیں۔

''بہت بہت شکریہ! چور ہوں تو آپ جیسے۔'' ایک لڑکا خوش ہو کر بولا... دوسرے مسکرا دیے۔

''یہ کیوں نہیں پوچھا... ہم یہ بریف کیس واپس کیوں لائے ہیں۔''

''چلیے بتادیں۔''

''اس میں بھرے نوٹ...'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''ہاں ہاں کہیے... رک کیوں گئے... ڈرنے کی ضرورت نہیں۔''

''ڈرتے ہیں ہمارے جوتے۔''

''یہ جان کر خوشی ہوئی۔'' ایک لڑکا بول اٹھا۔

''کیا جان کر؟''

''یہ کہ آپ کے جوتے ڈرتے ہیں۔''

''تم پاگل تو نہیں ہو۔'' ایک نقاب پوش جھلا کر بولا۔

''یہ پاگل نہیں ہے... البتہ دوسروں کو پاگل ضرور کر دیتا ہے۔'' دوسرا لڑکا بولا۔

''ہمیں تو تم سب پاگل لگتے ہو۔''

''ہم آپ کا شکریہ ہی ادا کر سکتے ہیں۔''

''کیا تم لوگ سمجھتے ہو... اس قصبے میں سب بے وقوف لوگ ہی بستے ہیں۔'' ایک نے کہا۔

''میرے خیال میں تو ہم نے یہ بات ایک بار بھی نہیں سوچی۔''

''اور تم لوگوں نے۔'' نقاب پوش نے بڑوں کی طرف دیکھا۔

''ہم نے بھی ایسی بے وقوفانہ بات کبھی نہیں سوچی۔''

''تب پھر تم اس بریف کیس میں کیا بھر لائے تھے۔''

''نوٹ...'' نوجوان نے فوراً کہا۔

''لیکن کیسے نوٹ۔''

''اچھے بھلے نوٹ... بہت پیارے نوٹ... کرنسی نوٹ... دنیا جن کے لیے پاگل ہوئی پھرتی ہے... کیوں... کیا آپ کو ان نوٹوں پر کوئی اعتراض ہے۔''

''اعتراض... اور ایسا ویسا؟'' نقاب پوش پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

''تب پھر کیسا ویسا؟'' ایک لڑکا بولا۔

''اس بریف کیس میں جعلی نوٹ تھے بالکل جعلی۔''

''کیا!!!

وہ ایک ساتھ چلائے۔

-----☆☆☆-----

ہیرے

ان سب کے چہروں پر حیرت ہی حیرت نظر آئی... نقاب پوش نے ان کی حیرت کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

''کیا مطلب... کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں۔''

''کک... کون سی بات؟'' نوجوان نے گھبرا کر کہا۔

''یہ کہ وہ نوٹ بالکل جعلی ہیں۔''

''ہم... ہم نے دراصل ہیرے فروخت کیے تھے... رقم ہیرے بیچ کر وصول کی تھی... اگر آپ لوگ سچ کہہ رہے ہیں تب پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیروں کے خریدار بہت بڑے دھوکے باز تھے، فراڈ تھے۔''

''کیا تم لوگ ان کا پتا جانتے ہو۔''

''آپ بھی کمال کرتے ہیں... جعلی نوٹ دینے والے کیا اپنا اصلی پتا لکھوا سکتے تھے... ضرور انہوں نے جعلی پتا لکھوایا ہوگا... ارے باپ رے... اس کا مطلب ہے... ہم لٹ گئے... مم... مگر... لٹ تو ہم رات ہی گئے تھے... اگر وہ نوٹ اصلی ہوتے... تب تو وہ ہمارے پاس نہ ہوتے۔''

''ہاں! یہ تو ہے... کاش تم لوگوں کو ان کا پتا معلوم ہوتا۔''

''اس صورت میں آپ لوگ کیا کرتے۔'' نوجوان نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہم ان سے ٹکراتے... یا تو ان سے ہیرے وصول کرتے... یا اصل کرنسی نوٹ۔''

''لیکن اس صورت میں بھی ہمیں کیا فائدہ ہوتا۔'' نوجوان نے برا سامنہ بنایا۔

''خیر... چھوڑو... کیا تم لوگ واقعی ہیروں کے سوداگر ہو۔'' دوسرا نقاب پوش بے تابانہ انداز میں بولا۔

''کوئی ایسے ویسے!'' دوسرا لڑکا بولا۔

''تب پھر کیسے ویسے۔'' نقاب پوش نے گویا بدلہ لیا۔

''ہم سے بڑا ہیروں کا کاروبار کرنے والا اس پورے ملک میں شاید کوئی نہیں ہے۔''

''اور خریداروں سے جعلی نوٹ وصول کر لیتے ہیں۔'' نقاب پوش نے برا سامنہ بنایا۔

''یہ تو بس ہو گیا اتفاق... ہم نے دراصل نوٹ چیک ہی نہیں کیے۔ بس پیکٹ گنے اور رکھ لیے... ویسے میرا خیال ہے.. ہر پیکٹ کے اوپر والا نوٹ تو اصلی ہی رہا ہو گا۔'' نوجوان نے کہا۔

''اوہ ہاں یہ... یہ تو ہے... نقاب پوش نے چونک کر کہا۔

''اور کیا اس وقت بھی آپ لوگوں کے پاس ہیرے ہیں۔''

''ہیرے تو ہمارے پاس ہر وقت ہی رہتے ہیں۔''

''یہ دیکھیں... ہم پستول جیب میں رکھ رہے ہیں... آپ کا لوٹا ہوا

سارا مال بھی ہم صبح واپس کر دیں گے... آپ ہمیں ہیرے دکھائیں... ہم آپ سے خریدیں گے۔"

"اور نوٹ کون سے دیں گے۔" ایک لڑکے نے گھبرا کر کہا۔

انہیں ہنسی آ گئی... پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"نوٹ ہم بالکل اصلی دیں گے۔"

"اس صورت میں ہم ضرور ہیرے آپ کو دکھائیں گے لیکن..." نوجوان کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔"

"آپ کا کیا بھروسہ... ہیرے دیکھ کر پستول نکال لیں۔"

"ہم اپنے پستول خالی کر دیتے ہیں۔"

"ان کے بھرنے میں کیا دیر لگتی ہے۔" نوجوان نے کہا۔

"تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"بھرے ہوئے پستول ہمارے حوالے کر دیں۔"

"اچھی بات ہے، یہ لیں۔"

انہوں نے پستول ان کے حوالے کر دیے... فوراً ہی انہوں پستول ان کی طرف تان دیے۔ نوجوان نے غرا کر کہا:

"ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

"یہ... یہ کیا۔"

"اسے کہتے ہیں، سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"تم لوگ کیا کرنا چاہتے ہو۔"

"کرنا کیا ہے... تم لوگوں کو پولیس کے حوالے کریں گے۔"

"اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور ہم بہت جلد باہر آ جائیں گے..."

"نہیں آ سکیں گے۔" نوجوان بولا۔

"ہم باہر آ کر دکھا دیں گے۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔"

اب نوجوان نے اپنے موبائل پر انسپکٹر ساول کے نمبر ملائے... جلد ہی اس کی آواز سنائی دی۔

"انسپکٹر صاحب! میں وہی بات کر رہا ہوں۔" نوجوان بولا۔

"ہاں جناب! اب کیا بات ہے۔"

"آپ نے سنہری بالوں والے لنگڑے آدمی کو پکڑا یا نہیں۔"

"تلاش جاری ہے، جونہی کامیابی ہو گی، آپ کو فون کروں گا۔"

"اس کی نوبت نہیں آئے گی۔" نوجوان نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"ہم نے انہیں پکڑ لیا ہے... رنگے ہاتھوں... آپ بس یہاں آ جائیں۔"

"یہاں کہاں؟"

"کوٹھی پر... اور کہاں؟"

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔"

"بھلا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اور یہ کل کتنے ہیں؟"

"چھ عدد۔"

"اوہ... اوہ... اچھا۔ میں آرہا ہوں۔" انسپکٹر ساول کے لہجے میں انہوں نے حیرت ہی حیرت محسوس کی۔

اور پھر اس نے وہاں پہنچنے میں دیر نہ لگائی... چھ نقاب پوشوں کو دیکھ کر اسے جھٹکا سا لگا۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں... ان میں سنہری بالوں والا لنگڑا بھی موجود ہے، جب کہ یہ نقاب پوش ہیں۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا... آپ ان کے نقاب الٹ کر دیکھ لیں۔"

"پہلے تفصیل بتائیں... یہ آپ کے قابو میں آئے کیسے۔"

انہوں نے ساری کہانی سنا دی... انسپکٹر ساول بت بنا سنتا رہا، کہانی ختم ہونے پر اس نے ان سے کہا:

"تم اپنے چہرے مجھے دکھاؤ..."

انہوں نے نقاب اتار دیے... ان میں واقعی ایک سنہری بالوں والا موجود تھا... اس سے چلنے کے لیے کہا گیا تو وہ لنگڑا کر چلا۔

"ثبوت مکمل ہے... آپ انہیں لے جائیں اور انسپکٹر صاحب ان لوگوں نے ایک دعویٰ کیا ہے۔" نوجوان نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیسا دعویٰ۔"

"یہ کہ یہ بہت جلد باہر آجائیں گے۔ ان پر چوری کا جرم ثابت ہو چکا ہے... ان لوگوں کو باہر نہیں آنا چاہیے۔"

"ان کے تو اچھے بھی باہر نہیں آئیں گے... یہ ہیں کس کھیت کی مولیاں۔"

"شکریہ! لے جائیں انہیں... صبح ہم تھانے آپ سے ملاقات

کریں گے اور ان سے بھی..."

"ضرور... ضرور، لیکن یہ جعلی نوٹوں کا کیا چکر ہے... کہیں آپ خود تو جعلی نوٹ نہیں بناتے۔"

"یہ بات ثابت کر کے آپ ہمیں بھی ان کے ساتھ جیل بھجوا سکتے ہیں۔" نوجوان مسکرایا۔

انسپکٹر ساول انہیں لے گیا، ان لوگوں نے پھر سونے کی تیاری شروع کر دی... ایسے میں شوخ لڑکا بولا:

"عجیب قصبہ ہے... جب سے آئے ہیں، آرام کی شکل نہیں دیکھ سکے... ادھر سوتے ہیں، ادھر کوئی آ دھمکتا ہے۔"

"ابھی تو ایک بار پھر آئیں گے۔" نوجوان بولا۔

"کیا مطلب... کون آئیں گے..."

"یہ تو پتا نہیں... اب کون لوگ آئیں گے... لیکن آئیں گے ضرور۔"

"اس کا مطلب ہے، سونے کی کوشش فضول ہے۔"

"ہو سکتا ہے، میرا اندازہ غلط ہو اور کوئی نہ آئے..."

"یہی تو مشکل ہے... آپ کے اندازے کم ہی غلط ہوتے ہیں۔" دوسرا لڑکا منہ بنا کر بولا۔

"ہوتے تو ہیں نا۔" نوجوان مسکرایا۔

پھر وہ سونے کے لیے لیٹ گئے، لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ آخر ایک گھنٹے بعد پھر دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ لڑکی نے دبی آواز میں کہا:

’’لو... آ گئے وہ تھا جن کا انتظار۔‘‘

’’اب یہ حضرات کس سلسلے میں آئے ہیں۔‘‘

’’ہیروں کے چکر میں... انہیں معلوم ہو گیا ہے... ہمارے پاس ہیرے موجود ہیں... جو لوگ ہمارے پاس جعلی نوٹ چھوڑنے کو تیار نہیں... وہ ہیرے کب چھوڑیں گے۔‘‘

’’اوہو... ان کے ساتھی بھی تو آس پاس موجود ہوں گے آخر۔ ایسا لگتا ہے... اس قصبے میں کوئی بڑا گروہ کام کر رہا ہے۔‘‘

اور پھر بڑوں کے دروازے پر دستک دی گئی... انہوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی... وہ تینوں بھی صحن میں نکل آئے... انہوں نے دیکھا، اب پھر چھ عدد نقاب پوش صحن میں موجود تھے... ان کے ہاتھوں میں پستول تو تھے ہی... جسموں پر عجیب و غریب قسم کا اسلحہ بھی نظر آ رہا تھا۔

’’بھائی... پہلے والے ہو یا نئے والے۔‘‘ شوخ لڑکے نے پوچھا۔

’’ہیرے کہاں ہیں۔‘‘ ایک نے غرا کر کہا۔

’’آواز نئی ہے... لہٰذا یہ دوسرے چھ ہیں... وہ والے نہیں ہیں... وہ والے ہو بھی کیسے سکتے تھے... انہیں تو انسپکٹر ساول لے گئے ہیں... اگر وہ یہاں پھر ہوتے تو ہم انسپکٹر ساول کو مجرم قرار دیتے۔‘‘ نوجوان نے جلدی جلدی کہا۔

’’ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو... ہیرے نکالو... ورنہ یہاں تم لوگوں کی لاشیں تڑپتی نظر آئیں گی...‘‘ دوسرا غرا کر بولا۔

’’چلو بھئی... دے دو انہیں ہیرے۔‘‘ نوجوان نے درمیانی عمر کے ساتھی سے کہا۔

’’کیا کہا... ہیرے دے دوں۔‘‘ ساتھی نے بوکھلا کر کہا۔

’’تو اور کیا کریں... اپنی جانیں گنوائیں... ایسے ہیروں سے توبہ بھلی۔‘‘

’’تم کہتے ہو.. تو دے دیتا ہوں... ورنہ کم از کم میں تو انہیں ہیرے ہرگز نہ دیتا۔‘‘

’’چلو خیر! یونہی سہی، بس تم دے دو... اس لیے کہ ہیروں سے جانیں زیادہ قیمتی ہیں... جانیں ہی نہیں ہوں گی تو ہیرے کس دن کام آئیں گے۔‘‘

’’بات تو بالکل ٹھیک ہے۔‘‘ زیادہ عمر والے ساتھی نے فوراً کہا۔

’’ہیرے آپ کے نہیں ہیں نا...‘‘ درمیانی عمر کے آدمی نے جل کر کہا اور اندر چلا گیا... دوسرے مسکرا دیے۔ ساتھ ہی ایک نقاب پوش نے کہا:

’’خبردار... اگر کوئی چکر چلانے کی کوشش کی... تو تمہارے یہ ساتھی جان سے جائیں گے۔‘‘

’’اس کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ اپنا ایک ساتھی بھیج دیں۔‘‘ لڑکی بول اٹھی۔

’’حد ہو گئی... اب تم دشمنوں کو بھی ترکیبیں بتانے پر اتر آئیں۔‘‘

’’اوہ... بھول گئی... معاف کرنا۔‘‘ لڑکی گڑبڑا گئی۔

’’سوری... یہ بات تو ناقابل معافی ہے... دشمنوں کو ترکیب بتانا بہت خطرناک ہے۔‘‘

’’آئندہ نہیں بتاؤں گی، اگر بتاؤں گی تو تم سے پوچھ کر بتاؤں گی۔‘‘

’’کیا بتاؤں گی بتاؤں گی لگا رکھی ہے..‘‘ بڑے لڑکے نے منہ بنایا۔

اور پھر ان کا ساتھی باہر آ گیا، اس کے ہاتھوں میں ہیروں کا بکس تھا۔

-----☆☆☆-----

چھ اور

''ہائیں! یہ تو ہیرے مل گئے۔'' وہ سب چلائے۔

''ہاں مل گئے، لیکن...؟'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا؟''

''ہو سکتا ہے، نوٹوں کی طرح یہ بھی نقلی ہوں۔''

''اوہ ہاں! اس بات کا امکان ہے۔''

''کوئی بات نہیں... ہم ان کو چیک کرا لیں گے... اگر یہ نقلی ہوئے تو پھر ان لوگوں سے دو دو باتیں کریں گے۔''

''وہ... وہ تو آپ کر چکے ہیں۔'' شوخ لڑکا بولا۔

''نئے سرے سے کریں گے... اور پہلے کی نسبت زیادہ اچھی طرح کریں گے۔'' ایک نے کہا۔

''شکریہ... آپ بہت اچھے ہیں۔'' دوسرا لڑکا بولا۔

''ہیروں کی جھلک ہمیں بھی دکھا دو۔'' ایک نے کہا۔

اس نے بکس کھولنے کی کوشش کی... لیکن کھول نہ سکا...

''ارے! یہ کیا... یہ تو کھل نہیں رہا۔''

''کیا پہلے کھل گیا تھا۔'' اس کے ساتھی نے کہا۔

''نہیں... میں نے تو اس کو ہلا کر دیکھا تھا... آواز ایسی تھی جیسے اندر ہیرے ہی ہوں...''

''تب پھر اس میں کوئی اور چیز بھی ہو سکتی ہے... لیکن خیر... ہم یہ انہی سے کھلوا لیتے ہیں۔'' ایک نقاب پوش نے کہا۔

''ہاں! ہاں ضرور... لائیے میں کھول دیتا ہوں۔''

''کیا کر رہے ہیں انکل... کیا آپ بھی ان کی مدد کریں گے... یہ ہمارے دشمن ہیں... اول نمبر کے دشمن... ہم کسی صورت ان کی مدد نہیں کر سکتے۔''

''اچھا کیا بتا دیا... ورنہ میں تو انہیں بکس کھول دیتا۔'' اس نے خوش ہو کر کہا۔

''حد ہو گئی... یعنی کہ۔'' ادھیڑ عمر نے برا سا منہ بنایا۔

''تو آپ بکس نہیں کھولیں گے۔''

''میرے ساتھیوں کا تو یہی مشورہ ہے۔''

''اگر آپ ہیروں کا بکس نہیں کھولیں گے تو ہم آپ سب کو گولیاں مار دیں گے۔''

''چلو اس طرح ہمارے ہیرے تو محفوظ رہیں گے۔'' درمیانی عمر والے نے خوش ہو کر کہا۔

''حد ہو گئی۔'' شوخ لڑکا منہ بنا کر بولا۔

''اب اس میں حد کہاں سے ہو گئی۔'' لڑکی نے اسے گھورا۔

''جب ہم اس دنیا میں ہی نہیں رہیں گے تو یہ ہیرے ہمارے کس کام

آئیں گے۔''

''چلو بھائی... ہمارے کام نہیں آئیں گے، ہماری اولاد کے تو کام آجائیں گے۔'' درمیانی عمر والے بولے۔

''میں کہتا ہوں... بکس کھولو... ورنہ گولیاں کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

''توبہ ہے آپ سے... بہت ظالم ہیں آپ... بے جان ہیروں کی خاطر جیتے جاگتے انسانوں کو ختم کرنے پر آمادہ ہیں۔''

''ہم یہاں ایسی باتیں سننے کے لیے نہیں آئے۔''

''اچھی بات ہے... جیسی باتیں سننے کے لیے آئے ہیں، بتادیں... ہم ویسی سنادیں گے۔'' شوخ لڑکے نے کہا۔

''تم کچھ دیر کے لیے خاموش نہیں رہ سکتے۔'' بڑا لڑکا بولا۔

''ہاں! کیوں نہیں... لیکن کتنے دنوں کے لیے۔''

''یہ اس طرح بکس نہیں کھولیں گے۔'' ایک نقاب پوش نے کہا۔

''تب پھر کیسے کھولیں گے۔''

''ان میں سے ایک کو گولی کا نشانہ بنا دیا جائے... اس کے بعد دیکھیں گے، یہ بکس کھولتے ہیں یا نہیں۔''

''ترکیب خوب ہے... پہلے کسے نشانہ بناؤں۔''

''اس شوخ لڑکے کو۔'' دوسرے نے کہا۔

''ارے باپ رے... شاید آپ سب کو مجھ سے کوئی پرانی دشمنی ہے۔''

''پرانی نہیں... نئی...''

''میرا خیال ہے انکل... یہ لوگ مذاق نہیں کر رہے، لہٰذا انہیں بکس کھول کر دکھا دیں... جو ہیرے انہیں اچھے لگیں گے... لے جائیں گے بے چارے۔'' شوخ لڑکے نے کہا۔

''دماغ تو نہیں چل گیا۔''

''نہیں تو... ابھی تو نہیں چلا۔''

''پھر تم نے ہمیں بے چارے کیوں کہا، بے چارے ہو گے تم... ہم کیوں ہوتے بے چارے۔''

''جی اچھا! ہم ہی سہی... انکل بکس کھول دیں۔''

''تم کہتے ہو تو کھول دیتا ہوں... ورنہ کبھی نہ کھولتا۔'' درمیانی عمر والے نے منہ بنا کر کہا۔ پھر اس نے بکس نقاب پوش سے لے لیا۔ نہ جانے اس نے کیا کیا... بکس یک دم کھل گیا... اس کے اندر ہیرے ہی ہیرے بھرے تھے۔ وہ خوب چمک رہے تھے۔

''اف مالک... اتنے ہیرے۔''

''آپ کو کتنے چاہئیں۔'' شوخ لڑکا بولا۔

''تم چپ رہو... ہم یہ سب لے جا رہے ہیں... لیکن یاد رکھو، اگر یہ بھی نوٹوں کی طرح نقلی ہوئے تو ہم پھر آئیں گے اور تمہارا وہ حال کریں گے کہ تمام زندگی یاد رکھو گے۔''

''کیوں انکل... یہ ہیرے نقلی ہیں یا اصلی۔''

''تم جانتے ہو... مجھے صرف اصلی ہیروں کا شوق ہے۔'' اس نے کہا۔

''اوہ ہاں! واقعی... یہ بات تو ہے۔''

''او کے... ہم جا رہے ہیں... اب تم لوگ شوق سے انسپکٹر سادل کو فون کر سکتے ہو۔''

وہ خاموش رہے، نقاب پوش چلے گئے...

''کیا خیال ہے... کیا آپ انسپکٹر سادل کو فون کریں گے۔''

''نہیں... کوئی ضرورت نہیں۔'' درمیانی عمر والے نے کہا۔

''کیوں انکل...!''

''اب تک وہ حملے کرتے رہے ہیں... اب ہماری باری ہے... اب ہم ان پر حملہ کریں گے... آؤ... چلیں...''

''لیکن کہاں؟''

''ہمیں اور اسی وقت کوٹھی سے نکلنا ہے۔''

''اور جائیں گے کہاں۔''

''جہاں ہمارے لیے کمرے تیار ہیں۔'' نوجوان نے مسکرا کر کہا۔

''کک... کیا مطلب...''

''بس تم نکل چلو۔''

وہ وہاں سے نکلے اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ایک عمارت تک پہنچے۔ دروازے پر دستک دی گئی۔ ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کا چہرہ نظر آیا... وہ بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''میں آپ لوگوں ہی کا انتظار کر رہا تھا... آیئے۔''

وہ حیرت زدہ سے اندر داخل ہوئے... صرف نوجوان کے چہرے پر حیرت کے بجائے مسکراہٹ تھی... وہ انہیں ایک بڑے ہال میں لے آیا۔ یہاں ان سب کے لیے بستر تیار تھے...

''آپ لوگ بہت تھک گئے ہوں گے... اس لیے اب آرام کریں، صبح بات کریں گے۔''

''ہاں واقعی... جب سے اس قصبے میں آئے ہیں، مسلسل حرکت کر رہے ہیں۔''

''کیا وہ لوگ یہاں نہیں آسکتے۔'' بڑے لڑکے نے پوچھا۔

''نہیں... وہ یہاں نہیں آئیں گے۔ ہمارے اصل میزبان دراصل یہی ہیں... اپنے شہر سے ہمیں یہیں آکر رہنا تھا... ہوٹل میں جانا اس پروگرام کے تحت تھا... جس کی وجہ سے یہاں آنا پڑا... باقی باتیں صبح ہوں گی۔''

''جی اچھا!'' انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

اور پھر وہ سونے کے لیے لیٹ گئے... بہت تھکے ہوئے تھے، اس لیے جلد ہی نیند کی وادی میں پہنچ گئے... صبح نوجوان نے ان سب کو نماز کے لیے اٹھایا... ورنہ وہ تو سوتے ہی رہ گئے تھے۔ ان کے میزبان بھی اُٹھے ہوئے تھے...

نماز سے فارغ ہوکر وہ سب صحن میں آبیٹھے۔ اب نوجوان نے کہا:

''پہلے تعارف ہوجائے... ہمارے میزبان کا نام احمد کمال خان ہے... یہ میرے بہت پرانے دوست ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ہم اس قصبے میں آئیں... چند دن یہاں گزاریں... کیونکہ قصبے میں کوئی خوفناک قسم کی گڑبڑ ہے... وہ گڑبڑ کیا ہے... یہ انہیں بھی اندازہ نہیں تھا... سو میں نے سفر کا پروگرام ترتیب دیا... اور ہم یہاں چلے آئے... اگرچہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں رہائش کا انتظام ہے... لیکن میں نے سوچا... فوری طور پر قصبے کے حالات

جاننے کی کوشش کی جائے... اس لیے ہوٹل خاردار کا رخ کیا... اس کے بعد جو حالات پیش آئے، وہ تو سب کو معلوم ہی ہیں۔''

''جی ہاں، لیکن ہم ابھی تک اس بڑی گڑبڑ کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکے۔''

''ہوٹل خاردار کے عملے کا سلوک گاہکوں کے ساتھ عجیب وغریب قسم کا ہے... پھر اس کے سامنے سے ہماری گاڑی کا غائب ہونا بھی کم عجیب نہیں.. گاڑی رانا خاور کے ہاں سے ملی... اسے ہم نے گرفتار کرادیا... پھر کوٹھی میں نقاب پوش آگئے... وہ ہمارا نوٹوں سے بھرا بریف کیس لے گئے... لیکن ہم جان بوجھ کر اس میں نقلی نوٹ بھر کر لائے تھے... لہٰذا وہ پھر آدھمکے... اور ہم نے انہیں گرفتار کرادیا... لیکن ساتھ ہی ہم نے ہیروں کا ذکر چھیڑ دیا... لہٰذا چھ اور نقاب پوش ہیرے اڑانے کے لیے گئے... دیکھنا یہ ہے کہ اب وہ کیا کرتے ہیں... ہم تو اب یہاں آگئے ہیں۔''

عین اس وقت بیرونی دروازے کی گھنٹی زوردار انداز میں بجائی گئی۔

-----☆☆☆-----

ہیرے

وہ زور سے چونکے... بڑے لڑکے نے پریشان ہو کر کہا:

''آپ نے تو کہا تھا... وہ لوگ یہاں نہیں آئیں گے۔''

''ٹھیک کہا تھا... یہ وہ نہیں ہو سکتے... آپ لوگ پورے اطمینان سے بیٹھے رہیں... میں دیکھتا ہوں۔'' ان کے میزبان نے کہا اور اٹھ کر چلے گئے۔

جلد ہی وہ واپس لوٹے۔ ان کے چہرے پر الجھن تھی:

''باہر انسپکٹر سادل موجود ہے۔''

''تو پھر... آپ کیوں پریشان نظر آ رہے ہیں۔'' نوجوان بولا۔

''اس کا کہنا ہے... اس کی اطلاعات یہ ہیں کہ میرے گھر میں اس وقت کچھ خوفناک قسم کے جرائم پیشہ چھپے ہوئے ہیں، وہ انہیں گرفتار کرنے کے لیے آیا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ میرے گھر میں کوئی جرائم پیشہ نہیں ہے، ہاں میرے کچھ مہمان ضرور موجود ہیں، لیکن وہ یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں، اور اس نے کہا ہے کہ میں قانون کے راستے میں رکاوٹ نہ بنوں... اسے اپنا کام کرنے دوں۔''

''تب پھر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے... اسے اندر آنے دیں، وہ ہمیں کسی طرح جرائم پیشہ ثابت نہیں کر سکے گا...''

''میری پریشانی کی وجہ یہ نہیں ہے، میں جانتا ہوں، آپ لوگ اسے چٹکیوں میں اڑا دیں گے... اسے کوئی جرم ثابت نہیں کرنے دیں گے...''

''تب پھر؟''

''میں صرف اس لیے پریشان ہوں کہ اسے یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی کہ آپ لوگ یہاں موجود ہیں۔''

''ہو سکتا ہے، اس نے کوٹھی کی نگرانی پر کچھ سادہ لباس والے مقرر کر رکھے ہوں اور انہوں نے ہمارا یہاں تک... مم... مگر... نہیں۔'' وہ کہتے کہتے رک گیا...

اس کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے...

''کیوں! ہو گئے نا پریشان۔''

''واقعی! یہ بات پریشانی کی ہے۔'' اس نے بڑبڑا کر کہا۔

''لیکن کون سی بات؟'' درمیانی عمر والے نے حیران ہو کر کہا۔

''اگر انسپکٹر سادل نے کوٹھی کی نگرانی کے لیے کچھ سادہ لباس والے مقرر کر رکھے تھے... اور انہوں نے یہاں تک ہمارا تعاقب کیا تھا تو ہمیں ان کے تعاقب کا پتا کیوں نہ چلا۔''

''اوہ... اوہ۔'' سب کے منہ سے نکلا۔

چند لمحے تک وہ سوچ میں ڈوبے رہے، آخر نوجوان نے کہا:

''خیر... آپ اسے اندر تو لے آئیں... دیکھتے ہیں... وہ کیا کہتا ہے۔''

احمد کمال خان گئے اور انسپکٹر سادل کو ساتھ لے آئے۔ اس کے ساتھ اس کے دو ماتحت بھی تھے۔

''تو میری اطلاعات درست ثابت ہوئیں.. آپ لوگ یہیں ہیں۔'' اس نے کہا۔

''آپ کی اطلاعات کی داد دینا پڑتی ہے... سوال یہ ہے کہ آپ نے ہمیں جرائم پیشہ کب سے گردان لیا۔''

''جعلی ہیروں کا کاروبار کرتے ہیں آپ۔''

''یہ بات آپ اس وقت کہہ سکتے ہیں جب کہ ہم نے کسی کے ہاتھ جعلی ہیرے اصلی ہیروں کے طور پر فروخت کیے ہوں... لیکن ہم نے تو کسی کو ہیرے فروخت کیے ہی نہیں۔''

''یہاں آپ غلط ہیں۔'' انسپکٹر سادل مسکرایا۔

''کیا مطلب؟''

''کچھ لوگوں نے آپ لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے، اپنی رپورٹ میں انہوں نے اس کوٹھی کا حوالہ دیا ہے، ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اس کوٹھی میں آپ لوگوں سے ملاقات کی... آپ لوگوں نے انہیں بتایا کہ آپ ہیروں کا کاروبار کرتے ہیں... اس پر انہوں نے آپ سے بہت سے ہیرے خرید لیے... لیکن وہ تمام ہیرے بالکل نقلی ثابت ہوئے ہیں۔''

''اور وہ ہیرے کہاں ہیں؟''

''وہ تھانے میں جمع کرائے گئے ہیں۔''

''خوب! انہوں نے ان ہیروں کی کتنی رقم ادا کی۔''

''پانچ کروڑ روپے۔''

''کیا انہوں نے یہ رقم نقد ادا کی؟'' نوجوان نے پوچھا۔

''نہیں... چیک کی صورت میں۔''

''خوب خوب! ہم ان نقلی ہیروں کو دیکھنا چاہتے ہیں... اور ان سے بھی ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔''

''لیکن میں آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آیا ہوں اور یہ باتیں اب عدالت میں ہو سکتی ہیں۔''

''انسپکٹر سادل... یہ میرے مہمان ہیں اور آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے... ان لوگوں نے غلط رپورٹ درج کرائی ہے... یہ لوگ ایسے کام نہیں کرتے... میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں۔''

''ان کے خلاف پرچہ کٹ چکا ہے جناب عالی، اب معاملہ عدالت میں جا چکا ہے... نہ آپ کچھ کر سکتے ہیں... نہ میں۔''

احمد کمال خان نے پریشانی کے عالم میں ان کی طرف دیکھا... وہ مسکرا دیے، پھر نوجوان نے کہا:

''آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... انسپکٹر سادل جب تک جرم ثابت نہیں کر دیتے... اس وقت تک یہ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتے۔''

''جرم تو آپ کا ثابت ہو چکا ہے... اسی لیے تو میں گرفتار کرنے کے لیے آیا ہوں، ورنہ کیا میں یہ نہیں جانتا... یہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوٹھی ہے۔'' اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

''ہمارا دعویٰ ہے... ہم نے جو ہیرے فروخت کیے ہیں... وہ بالکل اصلی ہیں... وہ لوگ دھوکا دے رہے ہیں... پہلے ہمارے سامنے ان ہیروں کو ماہرین سے چیک کرایا جائے... اگر کوئی ایک ماہر بھی یہ کہہ دے کہ ہیرے نقلی

ہیں تو ہم خود اٹھ کر حوالات میں چلے جائیں گے۔''

''کک... کیا مطلب؟'' انسپکٹر سادل زور سے اچھلا۔

اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

''جی ہاں! جب تک ان ہیروں کو ماہرین نقلی نہیں کہہ دیتے، اس وقت تک آپ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتے... صرف ان لوگوں کے یہ کہہ دینے سے ہم مجرم نہیں بن جاتے...''

''بات معقول ہے۔'' احمد کمال خان مسکرائے۔

انسپکٹر سادل کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا... اس کا تو بس وہ حال تھا، کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

''آپ خاموش ہو گئے... کچھ تو کہیے۔'' شوخ لڑکے نے کہا۔

''ٹھیک ہے... ہم ماہرین کو بلا لیتے ہیں۔''

''میں بھی ساتھ چلوں گا... '' احمد کمال خان بولے۔

انسپکٹر سادل بھلا کیا کہہ سکتا تھا۔

''بلکہ آپ ایس ایس پی صاحب کو بھی ساتھ لے لیں۔'' نوجوان بولا۔

''ان کی کیا ضرورت ہے۔'' انسپکٹر سادل نے جلدی سے کہا۔

''یہ پانچ کروڑ کے ہیروں کا معاملہ ہے... '' نوجوان نے آنکھیں نکالیں۔

''کوئی حرج نہیں... میں انہیں یہیں بلا لیتا ہوں... ہم یہاں سے ساتھ ہی چلیں گے۔''

یہ کہہ کر وہ فون کرنے لگے... اب انسپکٹر سادل کافی بے چین نظر آ رہا

تھا... ایسے میں اس نے کہا:

''میں ذرا باتھ روم تک جانا چاہتا ہوں۔''

''وہ رہا سامنے۔'' احمد کمال خان بولے۔

انسپکٹر سادل اٹھ کر غسل خانے کی طرف بڑھا، لیکن پھر اوندھے منہ گرا... ان کی ساتھی لڑکی کی ٹانگ اسے نظر نہیں آئی تھی، وہ اس میں الجھ کر گرا تھا... لڑکی فوراً اُٹھی اور اسے اٹھانے لگی... ساتھ میں وہ کہہ رہی تھی:

''معاف کیجیے گا جناب! بے خیالی میں میری ٹانگ آگے ہوگئی۔''

''کک... کوئی بات نہیں... کوئی بات نہیں۔''

پھر وہ تیزی سے غسل خانے میں گھس گیا... پھر جلد ہی باہر نکل آیا... اب وہ پہلے سے زیادہ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے میں احمد کمال خان بولے:

''ایس ایس پی صاحب... ایک دو منٹ کے اندر پہنچ رہے ہیں۔''

''اتنی جلدی۔'' بڑا لڑکا بولا۔

''ان کی کوٹھی بھی ساتھ ہی ہے۔''

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی... احمد کمال بولے:

''آیئے چلیں۔''

وہ باہر نکلے تو وہاں ایس ایس پی صاحب اپنی گاڑی میں بیٹھے نظر آئے:

''کیا معاملہ ہے سر۔''

احمد کمال فوراً ان کی طرف بڑھ گئے... جلدی جلدی انھیں ساری بات بتائی... انہوں نے سر ہلا دیا۔

ہیروں کو چیک کرنے والے ماہرین کیا اس قصبے سے مل جائیں گے۔''

''اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا... جوہریوں سے معلوم کرتے ہیں...'' احمد کمال بولے۔

پھر وہ اندر آ کر بیٹھ گئے... نوجوان نے کہا:

''پہلے تو وہ تمام ہیرے نکال لائیں۔''

''ضرور... کیوں نہیں۔'' انسپکٹر سادل نے کہا اور کمرے سے نکل آیا... جلد ہی وہ بریف کیس لے آیا۔

اس کو کھولا گیا... اس میں بہت سے ہیرے موجود تھے۔

''آپ ان لوگوں کو بھی بلالیں.. جنھوں نے ہم سے ہیرے خریدے تھے۔'' نوجوان نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔''

اس نے کہا اور اپنے ایک ماتحت کو ہدایات دینے لگا... ادھر ایس ایس پی صاحب جوہریوں کو فون کر رہے تھے... تھوڑی دیر بعد پانچ آدمی وہاں آگئے...

''ہیرے ان لوگوں نے خریدے تھے۔'' انسپکٹر سادل نے کہا۔

''آپ لوگ تشریف رکھیں۔'' ایس ایس پی بولے۔

وہ چھ بھی پریشان نظر آرہے تھے۔ آخر جوہری حضرات بھی وہاں پہنچ گئے۔ جونہی ہیرے ان کے سامنے رکھے گئے، وہ اچھل پڑے۔

-----☆☆☆-----

نشانات

''کیا ہوا جناب... خیر تو ہے۔'' ایس ایس پی صاحب نے انہیں گھورا۔

''یہ... یہ ہیرے کہاں سے آئے، کون یہاں لایا... کس کے ہیں۔'' ان میں سے ایک نے چلا کر کہا۔

''کیوں... کیا بات ہے۔'' احمد کمال خان نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ ہیرے... ہمارے ہاں سے چرائے گئے تھے۔''

''کیا!!!'' وہ سب ایک ساتھ چلائے۔

اور پھر ان سب کی نظریں نوجوان اور اس کے ساتھیوں پر جم گئیں۔

''اس کا مطلب ہے... یہ ہیرے ان سے ملے ہیں۔''

''ان لوگوں نے ان چھ کے ہاتھ یہ ہیرے فروخت کیے ہیں۔'' ایس ایس پی بولے۔

''بس تو پھر... ہمارے چور یہ ہیں۔''

''کیا یہ ہیرے اصلی ہیں۔'' احمد کمال خان کے منہ سے مارے حیرت

کے نکلا۔

''جی ہاں! سو فیصد اصلی۔'' ایک جوہری نے کہا۔

''لیکن آپ تو کئی ہیں... پھر یہ ہیرے آپ سب کے کس طرح ہو سکتے ہیں۔'' ایس ایس پی صاحب نے پوچھا۔

''ہم ایک ہی خاندان کے ہیں... ہمارا شوروم اکٹھا ہی ہے... یہ ہیرے ہماری سیف سے چرائے گئے تھے... اس سیف سے جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ وہ دنیا کی محفوظ ترین سیف ہے اور کوئی ماہر سے ماہر چور بھی اس سیف کو کھول نہیں سکتا... لیکن ان لوگوں نے اس سیف سے یہ ہیرے چرا لیے... کمال ہے... لیکن آج یہ پکڑے گئے...''

''آپ نے ان ہیروں کی چوری کی رپورٹ درج کرائی تھی۔'' احمد کمال خان بولے۔

''جی... جی ہاں، بالکل کرائی تھی... انسپکٹر سادل صاحب! آپ ان حضرات کو بتائیے نا۔''

''یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں... ان حضرات نے رپورٹ درج کرائی تھی۔''

''لیکن اس قدر بڑی واردات ہو گئی اور کسی اخبار میں خبر تک نہیں چھپی... ان حضرات نے انسپکٹر سادل صاحب کے علاوہ اور کسی سے رابطہ تک نہیں کیا... کسی اخبار سے رابطہ نہیں کیا... یہ کیسے ممکن ہے... کیوں ایس ایس پی صاحب... کیا یہ ممکن ہے۔'' نوجوان نے پہلی بار زبان کھولی۔

''بالکل نہیں۔'' انہوں نے فوراً کہا۔

''تو پھر ان سے پوچھیے نا...''

''ہاں بھئی... ان کے سوال کا جواب دو۔''

''ہم... دراصل اس طرح انکم ٹیکس کے محکمے کی نظروں میں آتے تھے۔''

''چلیے خیر... ان لوگوں نے اپنا ایک جرم تو قبول کیا... یعنی یہ اپنی دولت پر انکم ٹیکس ادا نہیں کرتے... کرتے ہیں تو ساری دولت پر نہیں کرتے۔''

''اس معاملے کو بعد میں دیکھ لیں گے... پہلے تو ہیروں کا معاملہ صاف ہو جائے۔''

''ان لوگوں کا بیان ہے، یہ ہیرے ان کے ہیں... ذرا بتائیں تو یہ ہیرے کتنے ہیں... ان میں سے سب سے بڑا ہیرا کتنے گرام کا ہے اور سب سے چھوٹا کتنے گرام کا ہے۔''

جوہریوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا... اب سب لوگ ان کی طرف دیکھنے لگے۔

''آپ نے ان کے سوال کا جواب نہیں دیا۔'' احمد کمال خان نے کہا۔

''ہمیں یاد نہیں...''

''اچھی بات ہے... چوری کون سی تاریخ کو ہوئی تھی۔''

''9 جون کو۔''

''خوب خوب! نو جون کو چوری ہوئی تھی... آپ نے رپورٹ کب درج کرائی۔''

''10 جون کو۔''

''سر... انسپکٹر سادل سے کہیے... وہ رجسٹر لے آئیں... جس میں

چوری کی رپورٹ درج کی گئی تھی۔''

''ٹھیک ہے... انسپکٹر سادل! آپ روزنامچہ لے آئیں۔''

''او کے سر۔''

''اور جلد آئیں۔'' نوجوان نے فوراً کہا۔

''اچھی بات ہے۔''

اس نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا باہر نکل گیا... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... اس نے روزنامچہ کھول کر ایس ایس پی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ وہ رپورٹ پڑھنے لگے، پھر نوجوان کی طرف مڑے:

''اس میں تو واقعی ہیروں کی چوری کی رپورٹ درج ہے۔''

''ہیروں کی تعداد کتنی ہے سر۔''

''ایک سو گیارہ۔''

''مہربانی فرما کر آپ ان ہیروں کی گن دیں۔''

''اوہ اچھا۔'' انہوں نے کہا۔

اور وہ ہیرے گننے لگے... گننے کے بعد ان کے چہرے پر حیرت کے آثار صاف نظر آئے... وہ انسپکٹر سادل کی طرف مڑے:

''یہ ایک سو پانچ ہیں... چھ ہیرے کہاں گئے۔''

''شاید بریف کیس کھولتے وقت اس میں سے اچھل کر گر گئے ہوں گے۔''

سب نے نیچے نظر دوڑائی... فرش پر موٹا قالین بچھا تھا۔ اس قالین پر انہیں چھ ہیرے نظر آ گئے۔

''لیجیے جناب! تعداد پوری ہوگئی...'' یہ کہہ کر انسپکٹر سادل ان

ہیروں کو اٹھانے کے لیے جھکے۔

''ایک منٹ۔'' نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

انسپکٹر سادل چونک کر رک گیا... اس نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''کیا بات ہے جناب!''

''آپ یہ ہیرے نہیں اٹھا سکتے۔''

''اس کا مطلب ہے... آپ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ لیجیے... آپ اُٹھا لیجیے۔''

''نہیں! میں بھی نہیں اٹھاؤں گا... اب یہاں پہلے فنگر پرنٹ کے ماہر کو بلانا ہوگا... وہ ان ہیروں پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے گا۔''

''کیا مطلب... کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان تمام ہیروں پر سے نشانات اٹھائے جائیں۔''

''جی نہیں... صرف ان چھ ہیروں پر سے۔''

''آخر کیوں... اس کی کیا ضرورت ہے۔'' ایس ایس پی صاحب بولے۔

''اگر ہیرے بریف کیس سے گرے ہیں... تب تو ان پر کسی کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہو سکتے... لیکن اگر کسی نے بریف کیس سے ان کو اڑا لیا تھا اور بعد میں بھانڈا پھوٹنے کے خیال سے اس نے قالین پر گرا دیے تو ان پر اس کی انگلیوں کے نشانات ہوں گے۔''

''آپ مجھ پر چوری کا الزام لگانا چاہتے ہیں۔'' انسپکٹر سادل نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دینا چاہتا ہوں۔''

''میرا خیال ہے... ایسا کرنا ہوگا۔'' احمد کمال خان جلدی سے بولے۔

''جی ہاں سر... میرا بھی یہی خیال ہے۔''

اب انگلیوں کے نشانات کے ماہر کو بلایا گیا... اس نے ان چھ ہیروں پر سے نشانات اٹھائے... جلد ہی اس نے بتایا:

''ان پر انگلیوں کے نشانات موجود ہیں۔''

''اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ نشانات کس کے ہیں۔''

''میرا خیال ہے، اس میں کوئی عجیب بات نہیں۔'' انسپکٹر سادل نے برا سا منہ بنایا۔

''کس میں۔''

''یہ ہیرے آخر میرے پاس رہے ہیں، میں نے ان کو ہاتھوں میں لے کر دیکھا ہوگا... لہٰذا ان پر میری انگلیوں کے نشانات ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔''

''بالکل نہیں... لیکن پھر نشانات صرف ان چھ پر نہیں اور ہیروں پر بھی ہونے چاہئیں۔''

''ہاں! یہ تو ٹھیک ہے۔'' ایس ایس پی صاحب بولے۔

''تب پھر اب ماہر صاحب کو تکلیف دیں... وہ صرف پاؤڈر چھڑک کر یہ بتا دیں... ان ہیروں پر بھی نشانات ہیں یا نہیں۔''

''چلیے بھئی... یہ کام بھی کر گزریں۔'' ایس ایس پی صاحب نے لمبا سانس کھینچا۔

جلد ہی ماہر نے کہا:

''اور ہیروں پر نشانات نہیں ہیں۔''

''کیا!!!'' وہ سب ایک ساتھ چلا اُٹھے۔

-----☆☆☆-----

ارے یہ کیا

ان سب کی نظریں انسپکٹر سادل پر جم کر رہ گئیں۔ ایسے میں ایس ایس پی صاحب نے غرا کر کہا:

''انسپکٹر سادل... یہ کیا معاملہ ہے... فوراً وضاحت کرو۔''

''یس سر... آپ کو پتا ہی ہے... انسان لالچی واقع ہوا ہے، مجھ پر لالچ غالب آ گیا... سیف سے نکال کر جب میں یہ لے کر چلا تو سوچا، کیوں نہ چند ہیرے نکال لوں... بس میں نے یہ ہیرے نکال کر جیب میں ڈال لیے۔''

''اُف انسپکٹر سادل اُف... تمہاری وجہ سے میں کس قدر شرم محسوس کر رہا ہوں، یہ لوگ کیا خیال کر رہے ہوں گے... بہر حال... تم زیر حراست ہو... اپنے انسپکٹر کے ہتھکڑی لگا دو۔'' ایس ایس پی صاحب نے اس کے ماتحت سے کہا۔

وہ گھبرا گیا...

''مم... میں... سر میں لگاؤں ہتھکڑی... یہ میرے افسر ہیں۔''

''اور میں جو تمہیں حکم دے رہا ہوں، کیا میں تمہارا افسر نہیں ہوں۔'' ایس ایس پی صاحب غرائے۔

آخر اس نے انسپکٹر سادل کو ہتھکڑی پہنا دی۔

''اب ہم پھر اپنے مسئلے کی طرف آتے ہیں... جوہری صاحبان کا کہنا ہے کہ یہ ہیرے دراصل ان کے تھے... اور ان کے ہاں سے چرا کر آپ نے آگے فروخت کر دیے... اس بات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔''

''ہاں جناب! آپ لوگ بتائیں... آپ نے یہ ہیرے کہاں سے خریدے تھے۔'' نوجوان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''یہ تو ہمارا کام ہے... ہیروں کی مختلف مارکیٹوں میں جاتے ہیں، خرید لاتے ہیں۔ یہ بھی کوئی سوال ہوا۔''

''ہاں کیوں نہیں۔'' نوجوان بولا۔

''ہاں کیوں نہیں کیا۔'' ایک جوہری بھنا کر بولا۔

''یہ بالکل سوال ہوا... آپ ان کی رسیدیں پیش کریں۔ یہ کل ایک سو نو ہیرے ہیں... ان کا باقاعدہ وزن کیا گیا ہوگا... پھر قیمت لگائی گئی ہوگی... لہٰذا آپ ان کی وہ رسیدیں پیش کریں۔''

''افسوس ہم نے ان سے رسیدیں نہیں لیں۔''

''اس صورت میں تو احمد کمال خان صاحب بھی کہہ سکتے ہیں، یہ ہیرے ان کے ہیں... میں بھی کہہ سکتا ہوں... میرے یہ ساتھی بھی یہ کہہ سکتے ہیں... یہ سب بھی کہہ سکتے ہیں... ہیرے ہمارے ہیں... ہم نے رسیدیں نہیں لی تھیں... البتہ رسیدوں کے بغیر ہیرے سمگلروں کے پاس ہوتے ہیں... اب یا تو آپ لوگ خود کو سمگلر مان لیں یا پھر رسیدیں لے آئیں... کیوں جناب۔'' یہ کہہ کر نوجوان ایس ایس پی صاحب کی طرف مڑا۔

''آپ بالکل اصولی بات کر رہے ہیں... یہ لوگ اگر رسیدیں نہ دکھا

سکے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔''

''نن... نہیں... نہیں... اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے... ہم نے وہی کیا ہے... جو ہمیں انسپکٹر سادل نے کہا ہے۔''

''کیا کہہ رہے ہو... مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔'' انسپکٹر سادل غرایا۔

''آپ نے نوٹ کر لیا سر... یہ تمام ہیرے دراصل ہمارے ہیں... ان لوگوں نے یا ان کے گروہ کے دوسرے لوگوں نے یہ چرا لیے تھے... اس سے پہلے بھی یہ ہماری کوٹھی میں چوری کر چکے ہیں، جو نوٹ یہ اڑا لے گئے، وہ واقعی جعلی تھے... اسی بنیاد پر انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہیرے بھی نقلی ہوں گے.. لیکن یہ بالکل اصلی ہیں... یہ لوگ دھوکا کھا گئے۔ اصل میں یہ ہمیں زیادہ سے زیادہ لوٹنا چاہتے تھے... اتنا اندازہ یہ لگا چکے تھے کہ ہم لوگ بہت دولت مند ہیں... ہم سے دولت اسی صورت زیادہ سے زیادہ حاصل کی جا سکتی تھی کہ ہمیں جیل میں ڈال دیا جاتا اور پھر جیل سے باہر نکال دینے کے خواب دکھائے جاتے، اس طرح لمبی رقمیں وصول کی جاتیں... انسپکٹر سادل صاحب کا پروگرام یہ تھا۔ کیوں انسپکٹر سادل صاحب...''

''جی نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔''

''آپ کا پہلا جرم بھی ثابت ہو چکا ہے کہ چھ ہیرے آپ نے ان میں سے اُڑائے، یہ جوہری بھی آپ کے خلاف گواہی دیں گے... اور اب میں یہاں آنے کے بعد سے لے کر اب تک کی ساری کہانی سناؤں گا... اس سے خود بخود اندازہ ہو جائے گا...''

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی... نوجوان نے فوراً احمد کمال خان کی طرف دیکھا:

''میں دیکھتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف چلے گئے... جلد ہی ان کی واپسی ہوئی...

''آپ کے ڈی ایس پی آئے ہیں... انہیں کوئی ایمرجنسی پیش آ گئی ہے۔''

''اچھا! میں ان سے بات کرتا ہوں... وہ اندر آ گئے ہیں یا ابھی باہر ہی ہیں۔''

''میں انہیں ساتھ لے آیا ہوں، آ جائیے تیموری صاحب۔''

لمبے قدم کا ادھیڑ عمر کا آدمی وردی میں اندر داخل ہوا... اس کے ہاتھ میں عینک تھی۔

''خیر تو ہے تیموری صاحب۔'' ایس ایس پی بولے۔

''سر! میرے چھوٹے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے... مجھے فوری طور پر شام گڑھ جانا پڑ گیا ہے۔''

''ٹھیک ہے... آپ جائیں... آپ کی ڈیوٹی نیازی صاحب کے ذمے لگا دیتا ہوں۔''

''بہت بہت شکریہ سر۔''

یہ کہہ کر وہ مڑے اور باہر چلے گئے...

''ہاں تو آپ کیا کہہ رہے تھے... آپ ہمیں یہاں آنے کے بعد سے لے کر اب تک کے تمام حالات سنانا چاہتے ہیں۔''

''جی ہاں! بالکل۔''

''سنائیے... ہم سن رہے ہیں۔''

نوجوان نے اپنی کہانی شروع سے سنانا شروع کی۔ سب لوگ بہت توجہ سے سنتے رہے... آخر ان کی کہانی پوری ہوگئی... ان کے خاموش ہوتے ہی ایس ایس پی غازی صاحب فوراً بول اُٹھے:

''اس کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ یہ سارا کیا دھرا... انسپکٹر سادل کا ہے... اور دراصل اس قصبے میں یہی وہ شخص ہے... جو جرائم کر رہا ہے اور پکڑا نہیں جا رہا ہے...''

''جی... جی ہاں! آپ بالکل ٹھیک سمجھے... محترم احمد کمال خان صاحب نے ہمیں یہاں اسی لیے تو بلایا تھا۔''

''کیا مطلب...'' وہ چونکے۔

''خادم کو انسپکٹر جمشید کہتے ہیں... یہ میرے دوست پروفیسر داؤد اور خان رحمان ہیں اور یہ میرے بچے محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔''

''اوہ... اوہ... اب بات سمجھ میں آئی۔ میں آپ کی باتیں سن کر حیران ہو رہا تھا کہ آخر یہ صاحب کیا چیز ہیں... خیر... انسپکٹر سادل اب اپنے انجام کو ضرور پہنچے گا... انسپکٹر سادل کو لے چلو بھئی... یعنی اپنے افسر کو۔''

انسپکٹر سادل کے ماتحت اس کی طرف بڑھے... وہ کرسی پر بت بنا بیٹھا تھا:

''اُٹھیے سر! اب حوالات کی سیر بھی کر لیجیے۔'' اس کے نائب نے کہا۔

انسپکٹر سادل نے کوئی جواب نہ دیا... وہ اسی طرح بت بنا بیٹھا رہا۔

''انسپکٹر سادل... آپ کو سانپ تو سونگھ گیا... اب بس اُٹھ چلیے ہمارے ساتھ۔''

اب بھی اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی... اس وقت انسپکٹر

جمشید کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

''ارے! یہ... یہ کیا۔''

-----☆☆☆-----

تھوڑا سا کمال باقی ہے

سب چونک کر ان کی طرف مڑے:

''کک... کیا بات ہے جمشید۔'' خان رحمان بولے۔

''انسپکٹر سادل۔'' ان کے منہ سے نکلا۔

''انسپکٹر سادل... کیا مطلب... یہ بیٹھے تو ہیں انسپکٹر سادل۔''

''یہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔''

''کیا...'' وہ ایک ساتھ چلائے۔

''ہاں جناب! غالباً انہوں نے خودکشی کرلی... یہ بری طرح پھنس گئے تھے۔ بچنے کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا، لہٰذا انہوں نے خودکشی کرلی۔''

''لیکن کیسے؟'' وہ سب ایک ساتھ بولے۔

''یہ تو اب دیکھنا ہوگا... اگر ہم معلوم نہ کرسکے تو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بتا دے گی... مہربانی فرما کر آپ سب حضرات اسی طرح بیٹھے رہیں۔''

یہ کہہ کر وہ انسپکٹر سادل کی لاش کی طرف بڑھے... انہوں نے اسے چھوئے یا کسی چیز کو ہاتھ لگائے بغیر اس کا بغور معائنہ کیا... کئی مرتبہ کمرے

کا جائزہ بھی لیا... آخر سیدھے ہوتے ہوئے انہوں نے کہا:

''انہوں نے زہر کھا لیا... زہر ان کی انگوٹھی میں تھا۔ نگینے کے نیچے... انہوں نے جونہی انگوٹھی کو منہ میں اُلٹا، اس کے نیچے موجود زہر ان کے منہ میں چلا گیا... زہر سفوف کی شکل میں تھا۔''

''لیکن اس کے اوپر تو نگینہ تھا... زہر کیسے منہ میں چلا گیا۔''

''نگینے میں ایک پن لگی ہوئی ہے... جونہی اس پن کو دبایا جائے گا، نگینہ کسی ڈھکنے کی طرح اوپر اُٹھ جائے گا، پن پر سے ہاتھ اُٹھایا جائے گا تو نگینہ اپنی جگہ جا بیٹھے گا۔''

''حیرت ہے... کمال ہے... آپ نے اس قدر جلد اتنی باتیں معلوم کرلیں۔'' احمد کمال خان بولے۔

''یہ ہمارا کام ہے... اس لیے۔'' وہ مسکرائے۔ پھر انہوں نے کہا:

''اب پہلے لاش کی تصاویر اور انگوٹھی وغیرہ پر سے نشانات اُٹھوا لیے جائیں تاکہ ہم انگوٹھی کو چھو کر بھی دیکھ سکیں۔''

''اچھی بات ہے۔'' ایس ایس پی بولے۔

اس کام کے لیے انہوں نے انگوٹھی کا باقاعدہ جائزہ لیا... ایک بار پھر ان کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی۔ انہوں نے کہا:

''حیرت ہے... کمال ہے... نگینے کے نیچے اب بھی کافی مقدار میں زہر موجود ہے... اس کا مطلب ہے... زہر بہت زیادہ تیز اثر والا تھا، اس کی معمولی سی مقدار سے ہی آدمی موت کے گھاٹ اتر سکتا ہے، ہوسکتا ہے، یہ پوٹاشیم سائنائیڈ ہو اور اس کے ساتھ ہی ہمارا کام یہاں ختم ہوگیا... آپ کے مجرم نے خودکشی کرلی... انسپکٹر سادل ہی اس قصبے میں تمام جرائم کر رہا تھا یا گر

وار ہاتھا... یہاں موجود چھے جرائم پیشہ لوگوں کے ذریعے آپ باقی ساتھیوں کا بھی سراغ لگالیں گے... لہٰذا ہم چلتے ہیں۔''

''یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' احمد کمال خان بولے۔

''کیا کیسے ہو سکتا ہے؟'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''یہ کہ... آپ اس قدر جلد یہاں سے چلے جائیں... اب تک تو آپ کیس میں الجھے رہے... اب فرصت ملی ہے تو واپس جا رہے ہیں... جی نہیں... ابھی آپ کو یہاں رہنا پڑے گا... آپ لوگ میرے مہمان ہیں۔''

''اچھی بات ہے... ہم ایک دو دن اور ٹھہر جاتے ہیں... قصبے کی سیر بھی کر لیں گے۔'' انسپکٹر سادل مسکرا دیے۔

''ابا جان!'' محمود نے بلند آواز میں کہا۔

''زندہ باد۔'' فرزانہ، فاروق، خان رحمان اور پروفیسر داؤد ایک ساتھ چلائے۔

ان کی ہنسی نکل گئی... آخر محمود نے کہا:

''لیکن انکل... یہ آپ کے ابا جان تو نہیں ہیں۔''

خان رحمان اور پروفیسر صاحب شرما گئے... پھر خان رحمان بولے:

''وہ... دراصل ہم نے تو تمہارا ساتھ دیا ہے۔ اگر تمہیں ہمارا ساتھ دینا پسند نہیں آیا تو ہم اپنا نعرہ واپس لے لیتے ہیں۔''

''لو اور سنو... اب نعرے بھی واپس لیے جانے لگے۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

اور وہ مسکرانے لگے... ایسے میں احمد کمال خان بولے۔

''معاف کیجیے گا ایس ایس پی صاحب... ہم لوگ دراصل محترم احمد کمال خان صاحب کی دعوت پر یہاں آئے تھے۔ ہماری آمد کو اس حد تک خفیہ رکھا گیا کہ ان کے سوا کسی کو معلوم نہ ہو سکا اور ہم لوگ زبردست قسم کے میک اپ میں یہاں آ گئے... احمد کمال خان صاحب کا خیال تھا کہ قصبے میں ایک خوفناک گروہ سرگرم ہے... وہ یہاں سیر کے لیے آنے والوں کی گاڑیاں چرا لیتا ہے... ان کی نقدی اڑا لیتا ہے... اور بہت سے دولت مندوں کو تو غائب بھی کر دیتا ہے، لیکن آج تک کوئی مجرم اس قصبے کا پکڑا نہیں گیا... لٹنے والے سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں اور غائب ہونے والے کبھی نہیں ملتے... نہ جانے وہ کہاں چلے جاتے ہیں... ان تمام حالات کی اطلاع جب ان کے ذریعے ہمیں ملی... تو ہم نے یہ پروگرام ترتیب دیا... احمد کمال خان صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ یہاں یوں تو سبھی ہوٹل بدنام ہیں، لوگوں کو خوب لوٹتے ہیں، لیکن ہوٹل خاردار سب سے زیادہ بدنام ہے... سو ہم نے اس میں ٹھہرنے کا پروگرام بنایا... لیکن وہاں ہمارے ساتھ بہت برا سلوک ہوا... ہماری گاڑی بھی ہوٹل کے باہر سے غائب کر دی گئی... آخر ہم اس ہوٹل سے نکل آئے، کیونکہ پہلا مسئلہ گاڑی کا تھا... جلد ہی ہم اس کوٹھی تک پہنچ گئے، جس میں گاڑی لے جائی گئی تھی...''

''لیکن کیسے؟'' ایس ایس پی صاحب بولے۔

''یہ پیشہ ورانہ قسم کا راز ہے... اس لیے مہربانی فرما کر آپ نہ ہی پوچھیں... بہرحال ہم جب کار تک پہنچ گئے تو کار چور کو پولیس کے حوالے کرنے کا مسئلہ پیش آیا۔ اس طرح پہلی بار انسپکٹر سادل سے ملاقات ہوئی... انہوں نے کار چور کو گرفتار کر لیا اور ہمیں کرائے کی کوٹھی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔''

''ایک منٹ... آپ نے کار چور کا نام نہیں بتایا۔''

''جی... رانا خاور۔''

''اوہ... اوہ... لیکن اسے تو گرفتار نہیں کیا گیا... اگر گرفتار کیا گیا ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا۔''

''اس کا مطلب ہے... انسپکٹر سادل نے اسے حوالات میں نہیں پہنچایا... ثابت ہوا... رانا خاور بھی گروہ کا آدمی ہے اور انسپکٹر سادل بھی گروہ ہی کا کارکن تھا... خیر ہم نے کوٹھی کرائے پر لے لی... لیکن اسی رات وہاں چھے چور گھس آئے... ہم نے انہیں پکڑنے یا روکنے کی کوشش نہ کی... ہمارے بریف کیس میں جعلی نوٹ تھے... وہ لوگ وہی لے گئے... لیکن جلد ہی پھر آ گئے، کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ نوٹ جعلی ہیں۔ اب میں نے انہیں ہیروں کا اشارہ دیا... یعنی خود ہی یہ بتا دیا کہ ہمارے پاس ہیرے ہیں... ساتھ انسپکٹر سادل کو فون کر کے انہیں گرفتار کرا دیا... لیکن اسی رات پانچ اور اور آ گئے اور ہیرے لے گئے... اس کے بعد ہم یہاں آ گئے... کیونکہ ہم جال بچھا چکے تھے۔ اب تو بس مجرموں کو پکڑنا تھا... لیکن ادھر انسپکٹر سادل کے آدمی نے یہاں تک ہمارا استقبال کیا... ہم دراصل کچھ بے دھیان ہو گئے تھے... دوسرے یہ کہ ہمارا خیال تھا، کوئی ہمارا تعاقب نہیں کرے گا... انسپکٹر سادل کے آدمی نے جب اسے یہ بتایا کہ ہم لوگ تو ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوٹھی میں چلے گئے ہیں، تب اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ میٹنگ کی اور جعلی ہیروں کے فروخت کرنے والا ڈراما رچانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس کے بعد کے حالات تو آپ جانتے ہی ہیں... ان کا سارا ڈراما فیل ہو گیا، افسوس یہ صرف یہ ہے کہ مجرم نے خودکشی کر لی... ہم اسے گرفتار کر کے عدالت میں نہ پیش کر سکے... ہم شاید اسے خودکشی سے بھی روک لیتے، لیکن یہ موقع اسے اس

وقت ملا جب آپ کے ڈی ایس پی تیموری صاحب آ گئے... اور دھیان ان کی طرف ہو گیا...''

''ہاں بالکل یہی بات ہے... خیر جو ہوا، سو ہوا، اب ہم ان لوگوں سے ان کے باقی ساتھیوں کے بارے میں اگلوائیں گے اور ان شاء اللہ بہت جلد انہیں گرفتار کر لیں گے۔''

اور پھر ایس ایس پی صاحب اٹھ گئے... ان کے جانے کے بعد احمد کمال خان بولے:

''آپ لوگوں نے تو کمال کر دیا۔''

''ابھی تھوڑا سا کمال باقی ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''کک... کیا مطلب... باقی ہے۔''

احمد کمال خان صاحب مارے حیرت کے بولے۔

-----☆☆☆-----

باقی کمال

''جی ہاں! یہی بات ہے... آج رات وہ کمال بھی پورا ہو جائے گا... اس کے بعد ہم آپ سے اجازت چاہیں گے۔''

''لیکن وہ کمال کیا ہے... جو باقی ہے۔''

''صبح آپ کو بتا دیں گے اور اگر آنکھوں سے دیکھنا چاہیں تو آج رات ہمارے ساتھ رہیں۔''

''میں ضرور ساتھ رہوں گا۔'' وہ پر جوش انداز میں بولے۔

اور پھر رات کے گیارہ بجے کے قریب ان کے موبائل کی گھنٹی بجی... انہوں نے فون سنا اور بند کرتے ہوئے بولے:

''آئیے باقی کمال کی تیاری ہو چکی ہے۔''

احمد کمال خان اور زیادہ حیران نظر آئے، لیکن کچھ نہ بولے۔ پھر وہ ایک بڑی گاڑی میں روانہ ہوئے... سڑک کے ایک موڑ پر انہیں ایک شخص کھڑا نظر آیا۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ دیا... انسپکٹر جمشید نے گاڑی روک لی... وہ شخص گاڑی میں سوار ہو گیا اور پھر راستا بتانے لگا... یہ دراصل ان کی خفیہ فورس کا ایک کارکن تھا۔ اس مہم میں وہ چند کارکن بھی ساتھ لائے تھے، کیونکہ

انہیں پس پردہ رہ کر کام کرنا تھا۔

آخر وہ ایک عمارت سے کچھ فاصلے پر رک گئے۔ پھر تاریکی کا سہارا لیتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ نزدیک پہنچ کر انہوں نے اندر داخل ہونے کے امکانات کا جائزہ لیا... عمارت کی پشت پر ایک پائپ چھت تک جا رہا تھا۔ فاروق کو اشارہ کیا گیا، وہ برے برے منہ بناتا اس کی طرف بڑھ گیا... پھر جو اس نے اوپر چڑھنا شروع کیا تو اس کی رفتار دیکھ کر احمد کمال خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، لیکن وہ کچھ نہ بولے۔ انہیں بالکل خاموش رہنا تھا... چھت پر پہنچ کر فاروق نے اشارہ دیا... اس شارے کا مطلب تھا... زینہ کھلا ہے... باقی لوگ صدر دروازے کی طرف پہنچ جائیں۔

چند منٹ بعد فاروق نے صدر دروازہ کھول دیا۔ وہ دبے پاؤں اندر داخل ہو گئے... عمارت کافی بڑی تھی... اس کے دور دراز کے ایک کمرے میں روشنی نظر آ رہی تھی... وہ اس طرف چل پڑے... آخر دروازے تک پہنچ گئے... دروازہ اندر سے بند تھا... لیکن باتیں کرنے کی آواز باہر آ رہی تھی... اندر کوئی کہہ رہا تھا:

''دراصل یہ سب اس لیے ہوا کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا... یہ لوگ کون ہیں... اگر کہیں ہمیں معلوم ہو جاتا کہ یہ انسپکٹر جمشید وغیرہ ہیں تو ہم محتاط ہو جاتے اور ان کا رخ بھی نہ کرتے...''

''سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔''

''میں نے کچھ مدت تک اپنی سرگرمیاں بالکل بند کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ یہ اچھا ہوا، انسپکٹر جمشید کو انسپکٹر سادل کے سرغنہ ہونے کا یقین ہو گیا اور اب یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں گے... ہم بھی کچھ مدت خاموش رہیں گے،

اس سے یہ لوگ یہی خیال کریں گے کہ گروہ ختم ہو گیا... پھر ہم نئے سرے سے کام شروع کریں گے... اور آئندہ ایسے اجنبی لوگوں سے ہم پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔''

''بالکل ٹھیک... آپ کا پروگرام بہت اچھا ہے... پسند آیا...''

''تیموری صاحب! آپ نے بھی اپنا کردار خوب نبھایا... ورنہ انسپکٹر سادل تو ہم سب کا بھانڈہ پھوڑ دیتا... آپ نے زہریلی سوئی اپنی عینک کی کمانی دبا کر اس خوبی سے اس کی طرف پھینکی کہ انسپکٹر جمشید بھی نہ بھانپ سکا۔''

''یہی تو میرا کمال ہے سر۔'' تیموری کی آواز سنائی دی۔

احمد کمال کا چہرہ ست گیا... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے جیب سے پستول نکال لیا... ان کے باقی ساتھیوں نے بھی پستول ہاتھوں میں لے لیے...

''پھر اب کیا پروگرام ہے۔''

''بس... یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی... آج رات ہی سب لوگ منتشر ہو جائیں گے... کوئی ایک دوسرے سے نہ ملے۔ بس الگ الگ رہیں، میں حالات دیکھ کر سب کو بلالوں گا اور ہم پھر سے کام شروع کر دیں گے۔''

پھر اندر کرسیاں گھسٹنے کی آوازیں سنائی دیں۔ گویا وہ لوگ اٹھ رہے تھے... برآمدہ جس میں وہ کھڑے تھے، نیم روشن تھا... اس میں زیرو کا بلب روشن تھا... انسپکٹر جمشید نے محمود کو اشارہ کیا... وہ پہلے ہی سوئچ بورڈ تک پہنچ چکا تھا۔ پھر جونہی دروازہ کھلا، اس نے تمام بٹن دبا دیے... برآمدہ پوری طرح روشن ہو گیا... ادھر کمرے میں موجود لوگ بری طرح اچھلے۔

''خبردار... حرکت کرنے کی کوشش کی اور تم گئے... انسپکٹر جمشید کا نشانہ تمہارے لیے صرف موت کا پیغام ہو سکتا ہے۔''

مارے خوف کے ان کے ہاتھ اٹھتے چلے گئے... اس گروہ میں سب سے نمایاں آدمی رانا خاور تھا... وہی انہیں اندر ہدایات دے رہا تھا... گویا اس گروہ کا اصل سرغنہ یہ شخص تھا۔

''کیوں... کیسی رہی... پکڑے گئے رنگے ہاتھوں... اور مسٹر... تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ میں تیموری کو سوئی پھینکتے نہ دیکھ سکا... میں بالکل دیکھ چکا تھا، لیکن مجھے تو اصل مجرم تک پہنچنا تھا... اور سوئی پھینک کر تیموری نظروں میں آ ہی چکا تھا... لہٰذا اس کے ذریعے تم تک پہنچنا اب کیا مشکل تھا جب کہ میرے خفیہ کارکن یہاں پہلے ہی سرگرم تھے...''

وہ بت بن کر رہ گئے... پھر ایس ایس پی صاحب کو فون کیا گیا... وہ فورس کے ساتھ وہاں پہنچ گئے... ان سب کو گرفتار کر لیا گیا... بعد کی کہانی سن کر ایس ایس پی صاحب اور زیادہ حیران ہوئے... اور پھر ان کا سر شرم سے جھک گیا، کیونکہ ان کے اپنے دو ماتحت اس سارے چکر کی بنیاد ثابت ہوئے تھے۔

تین دن بعد جب وہ اس قصبے سے رخصت ہو رہے تھے... تو سب لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں الوداع کہہ رہے تھے...

----------☆☆☆----------

D-83 سائٹ۔ کراچی

فون: 2581720 - 2578273

e-mail: atlantis@cyber.net.pk